شمارہ نمبر 7

النصرت

لجنہ اماءاللہ برطانیہ کا تعلیمی و تربیتی مجلّہ

مٰلِک

"مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ" ہو، مکمل قبضہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو اور بلا اشتراک غیر" یعنی بغیر کسی دوسرے کے اشتراک کے" اس پر حق رکھتا ہو۔ اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ کیونکہ قبضہ تامّہ" پورا مکمل قبضۂ تام"، تصرف تامّ اور حقوق تامّہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلّم نہیں۔"

(منن الرحمان روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ 152-153 حاشیہ)

Please visit :https://voiceofbritishmuslimwomen.wordpress.com/

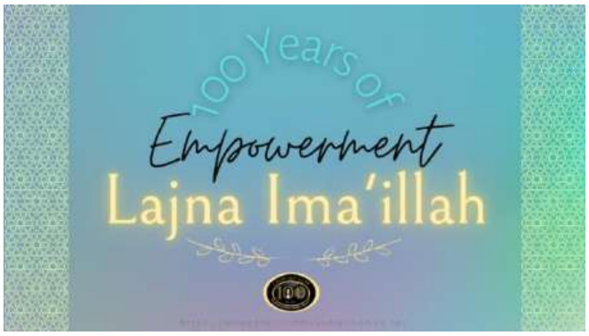

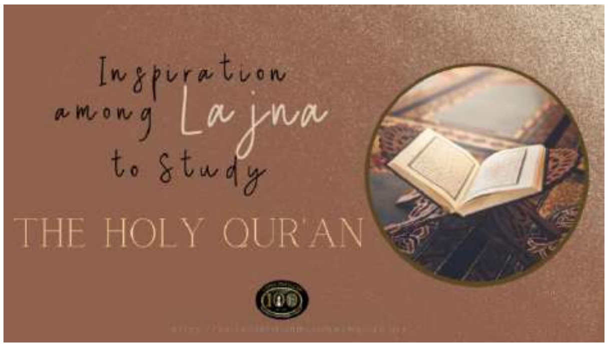

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

النصرت

عہد نامہ لجنہ اماء اللہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

”میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گی۔“ ان شاءاللہ

فہرست مضامین

	قرآن کریم	2
	حدیث النبی ﷺ	4
	کلام الامام	5
	اِداریہ	6
خطاب	صحابہؓ رسول ﷺ کی پاکیزہ زندگیوں کے ایمان افروز واقعات۔(12 جنوری2018ء)	7
خطاب	جلسہ سالانہ خواتین کے موقع پر افتتاحی خطاب۔(26 دسمبر1972ء)	18
مضمون	حضرت چراغ بی بی صاحبہؓ، والدہ ماجدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (حصہ اوّل)	24
مضمون	میدان تبلیغ میں لجنہ اماء اللہ یوکے کی ابتدائی کاوشیں۔(ثریا صادق صاحبہ)	30
مضمون	دادا ابو جان کی نصائح۔(امتہ الحکیم عائشہ صاحبہ)	39
لجنہ ملاقات	’نماز دعاؤں کی قبولیت کا بہترین ذریعہ ہے‘۔(19 مارچ2023ء)	42
مضمون	آخری گھر اللہ کا گھر۔(صفیہ سامی صاحبہ)	48
مضمون	تیری رحمتوں کا حساب کیا۔(صائمہ مشتاق صاحبہ)	51
خطاب	احمدی خواتین کا اولوالعزمانہ ایثار۔(2مارچ1923ء)	55
نظم	حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ (درعدن)	61
بزمِ ادب	مراسلہ۔برکاتِ خلافت (طوبیٰ منیر بسراء صاحبہ)	62
حلِ لغت	روحانی خزائن۔ براہینِ احمدیہ (حصہ اوّل)	65
	لجنہ نیوز و اعلان داخلہ عائشہ اکیڈمی	69
ادعیۃ القرآن:	حصولِ خیر کی عاجزانہ دعا	73

قرآن کریم

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝٨ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝٩

(سورة البیّنہ ۔ آیت 8-9)

ترجمہ:

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، یہی ہیں وہ جو بہترین مخلوق ہیں۔ اُن کی جزا اُن کے ربّ کے پاس ہمیشہ کی جنّتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ابدالآباد تک ان میں رہنے والے ہوں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اُس سے راضی ہو گئے۔ یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے ربّ سے خائف رہا۔

(ترجمہ از حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہُ اللہ)

حضرت خلیفتہ المسیح الاوّلؓ ان آیات کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

بَرِيَّة اور برایا دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی مخلوق بَرَاءَ خَلَقَ باری خالق کے خداوند تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 22 اگست 1912 ء)

جو وعدے صحابہؓ کو دیے گئے تھے۔ وہ صرف آخرت ہی کے نہیں تھے۔ بلکہ دنیا اور آخرت دونوں ہی کے تھے۔ دنیا کی انہار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے جیحوں۔ سیحوں۔ دجلہ اور فرات تھے اَبَدًا کی شہادت اس وقت تک کے قبضہ سے موجود ہے۔ آیت 8 میں اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا

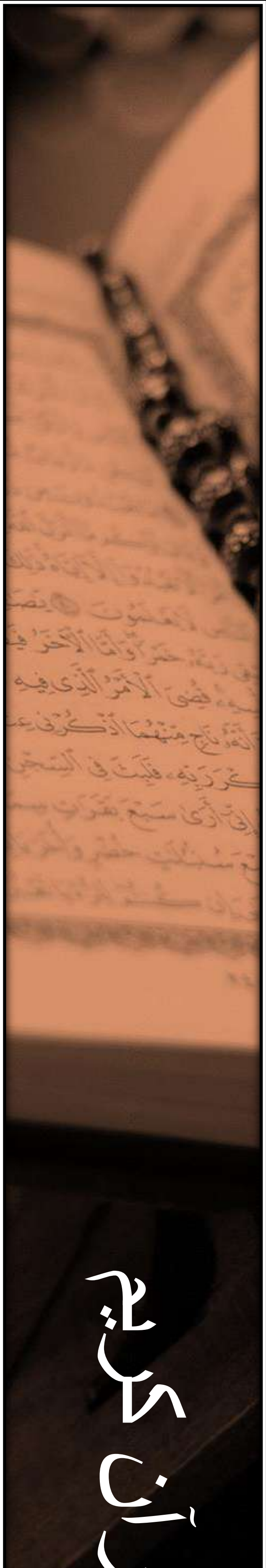

جس سے معلوم ہوا کہ اعمالِ صالحہ کی کمزوری جس قدر ہو گی۔ اسی قدر ان انہار و جنّات وغیرہ کے قبضہ میں بھی کمزوری واقع ہو گی۔ اہلِ شیعہ پر بھی یہ آیت شریف حجّت ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہم کے اعمال اگر اعمالِ صالحہ نہ ہوتے تو یہ انہار و جنات ان کو کس طرح ملتے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ۔ آگے فرمایا کہ لِمَنۡ خَشِيَ رَبَّهٗ ۔ معلوم ہوا کہ صحابی رضی اللہ عنہم غاصب نہیں تھے۔خشیۃ اللہ ان میں سب سے بڑھ کر تھی۔

اس سورۃ کی ابتداء میں تو بتایا کہ مکہ اور مدینہ کے مشرکین اور اہل کتاب میں جو انقلاب مقدر تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی بعثت پر موقوف تھا۔ چنانچہ یہ بات کسی مزید توضیح کی محتاج نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد عرب کی کایا ہی پلٹ گئی اور آپ ﷺ سے پہلے ساری قومیں تمام فرقے اور اہل مذاہب اپنے مرکزِ توحید سے دور جا پڑے تھے اور ہر قسم کی بد اعتقادیوں بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں میں مبتلا تھے۔ اس لیے قرآن کریم نے فرمایا

ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِي الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ (روم:42)

علاوہ بت پرست مشرکوں کے، اہلِ کتاب بھی مختلف قسم کے شرکوں اور عملی نجاستوں میں گرفتار تھے۔ اور اس طرح پر روحانی نکتۂ خیال سے دنیا مر چکی تھی اور یہ بگڑی ہوئی قومیں اصلاح پذیر نہیں ہو سکتی تھیں۔ جب تک اَلۡبَيِّنَة نہ آوے۔ چنانچہ وہ موعود اَلۡبَيِّنَة (نبی کریم ﷺ) آئے اور آپ ﷺ نے دنیا کو اس گند اور ناپاکی سے پاک کیا۔ جس میں وہ مبتلا تھی۔ اَلۡبَيِّنَة کے معنی خود قرآن کریم نے کر دیے ہیں۔ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً یعنی وہ اللہ کا موعود رسول جو ان پر پاک صحیفے پڑھتا ہے۔ کتبِ مقدّسہ میں آنحضرت ﷺ کی جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس میں یہی لکھا تھا کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی۔ اس میں بھی یہی کہا گیا تھا کہ ایسا رسول مبعوث فرما جو تیری آیتیں ان پر تلاوت کرے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں بار بار آیا ہے يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ (جمعہ: 3) غرض وہ کامل اور خاتم رسول آگیا۔ اور وہ پاک صحیفے ان پر تلاوت کرنے لگا۔ مگر باوجود اس کے زمانہ کی حالت طبعی اور قوموں کی عملی اور اعتقادی سخت تقاضا کر رہی تھی کہ ایک زبردست رسول آئے اور خود اہلِ کتاب بھی تورات اور صحائف انبیاء اور عہد جدید کی پیشگوئی کے موافق منتظر تھے۔ کہ مثیلِ موسیٰ اور مبشر عیسیٰ (فارقلیط) آنے والا ہے۔ مگر جب وہ آگیا تو بغض و حسد سے انکار کر دیا ۔ حالانکہ یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ ضرورتِ نبوّت کے وہ قائل اور مثیلِ موسیٰ اور مبشر عیسیٰ کے وہ منتظر اور پھر آنے والے نے کوئی نئی تعلیم نیا مذہب پیش نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے پاک صحیفے ان پر تلاوت کرتا ہے۔ اور تمام دنیا کی صداقتیں اس کی کتاب میں موجود ہیں۔ فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ یعنی قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے کہ تمام دنیا کی الہامی کتب کی جمیع محکم اور مستقل صداقتیں اس میں موجود ہیں۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ قرآن مجید تمام کتب سابقہ پر شامل اور جامع اور مہیمن کتاب ہے اور ہر قسم کی تحریف و تبدل، ترمیم و تنسیخ سے پاک اور خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الکتاب ہے۔ بہر حال اس نبی نے کوئی نئی تعلیم پیش نہیں کی اور کہا کہ مَا كُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الاحقاف:10) اور وہی تعلیم دی جو سب نبی دیتے آئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اخلاص کے ساتھ اپنی عملی اور اعتقادی حالت کی اصلاح کرو۔ شرک چھوڑ دو۔ نمازیں پڑھو اور زکوۃ دو۔ کیونکہ یہی دینِ قیّم ہے اس طرح پر ان پر اتمام حجّت کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 22 اگست 1912ء)

﴿حدیث نبوی ﷺ﴾

وَعَن عمر بن الْخطاب قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنِ اخْتِلَافِ أَصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُورٌ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ

(مشكاة المصابيح كتاب الفضائل و الشمائل باب مناقب الصحابة، الفصل الثالث ، 6018)

ترجمہ:

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی۔ اے محمد! تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہیں۔ بعض بعض سے روشن تر ہیں۔ لیکن نور ہر ایک میں موجود ہے۔ پس جس نے تیرے کسی صحابی کی پیروی کی۔ میرے نزدیک وہ ہدایت یافتہ ہو گا۔" حضرت عمر نے یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی تم اقتدا کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔

(حديقة الصالحين)

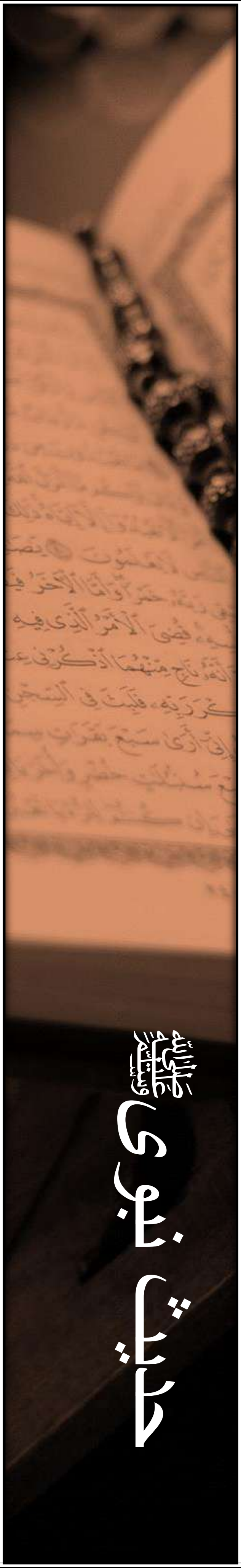

کلام الامام

جب یہ آیتیں اتریں کہ مشرکین رجس ہیں پلید ہیں شرّ البریہ ہیں سفہاء ہیں اور ذرّیتِ شیطان ہیں اور ان کے معبود وقود النّار اور حصب جہنم ہیں تو ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تو نے ان کے عقل مندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرّ البریّہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنّم اور وقود النّار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذرّیت شیطان اور پلید ٹھہرایا میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آجا ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں کہا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لیے میں بھیجا گیا ہوں اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لیے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے۔ مَیں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رُک نہیں سکتا اور اے چچا اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا خیال ہے تو تو مجھے پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جا بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں میں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا مجھے اپنے مولا کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں بخدا اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہاء لذت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔ آنحضرت ﷺ یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیّت سے بھری ہوئی رقّت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت ﷺ یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابو طالب کے آنسو جاری ہوگئے اور کہا کہ میں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا تُو اور ہی رنگ میں اور اَور ہی شان میں ہے جا اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 111)

دیکھو اس آیت کی رو سے ایک ایسے گروہ کو شرّ البریہ کہا گیا ہے جس میں سے گروہ دجال ہے اور ایسے گروہ کو خیر البرّیہ کہا گیا ہے جو امتِ محمدیہ ہے۔(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 121)

انسان کو چاہیے کہ اپنا فرض ادا کرے اور اعمالِ صالحہ میں ترقی کرے۔ الہام کرنا اور رؤیا دکھانا یہ تو خدا کا فعل ہے اس پر ناز نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیے۔ خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ یہ نہیں کہا کہ جن کو کشوف اور الہامات ہوتے ہیں وہ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ہیں۔(الحکم جلد 11 نمبر 41 مورخہ 17 نومبر 1907ء صفحہ 13)

اداریہ

میری پیاری بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ، ثم الحمد للہ امسال ہماری پیاری لجنہ اماء اللہ صد سالہ جوبلی منا رہی ہے۔ لجنہ اماء اللہ یوکے کی ابتدائی فصلیں تو وہ تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی صعوبتوں کے بعد مسندِ خلافت کی خدمت کی سعادت کا شیریں پھل کھلایا اور آج ہماری تنظیم یہاں ماشاء اللہ ایسی ممبرات پر بھی مشتمل ہے جنہوں نے یہیں اسی ملک میں آنکھ کھولی اور بیک وقت مختلف کلچروں کے سائے تلے تربیت پائی۔ ہماری وہ ساتھی جنہوں نے مذہبی آزادی پر پابندیوں کے چلن کا تجربہ نہیں کیا وہ شاید صحیح سے اس خوش قسمتی کا اندازہ بھی نہ لگا سکیں جو اِن ملکوں کے احمدیوں کے حصہ میں آتی ہے جہاں ہم اپنی مذہبی اقدار کی پاسداری کرنے کا بھرپور لطف اٹھاسکتے ہیں۔ یہ لطف ہم پہ کچھ ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے اور جس بابت ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اکثر و بیشتر توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ اپنے خطبہ جمعہ 6 اپریل 2018ء میں فرماتے ہیں: ''ان ملکوں میں آکر اب ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کو پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کرے۔ ہر جگہ جہاں احمدی ہیں اپنے ماحول کو بتائیں کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ ہر احمدی کا عمل، اس کے اخلاق، اس کی عبادت کے معیار ایسے ہوں کہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والے ہوں۔ یہ جہاں احمدیوں کو دوسروں سے ممتاز کریں گے وہاں یہاں کے مقامی لوگوں میں تبلیغ کے راستے کھولنے میں بھی مددگار ہوں گے۔۔۔ دنیا کو اس حقیقت سے آشنا کروانا ہے کہ دنیا کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے ہیں۔ اس لئے اس میں اعتدال اختیار کرو ورنہ اعتدال سے نکلنے کی وجہ سے تم تباہی کی طرف بڑھ رہے ہو۔ آج سے چار پانچ سال پہلے دنیا کا اس طرح تباہی کی طرف بڑھنے کا تصور نہیں تھا یا دنیا اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی لیکن آج حالات بالکل مختلف ہیں اور جس تباہی کی طرف دنیا بڑھ رہی ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا کی ترقی انہیں بچالے گی اور اگر نقصان ہوا بھی تو ایسا کہ ہم پورا کرلیں گے۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے جو ایسا سوچتے ہیں۔ جب جنگوں کی تباہی آئے گی یا آتی ہے تو پھر بیشک معاشی لحاظ سے زیادہ مستحکم حکومتیں بھی ہوں تو وہ ملک ان جنگوں کے بعد پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کی پہلی کوشش کرتے ہیں اور اب بھی کریں گے۔۔۔ پس جہاں جہاں بھی احمدی ہیں وہ عملی کوشش اور سب سے بڑھ کر دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی طرف توجہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو دنیا کو تباہی سے بچاسکتا ہے''۔

النصرت ٹیم کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور یونہی اپنی آراء اور تخلیقی کاوشات سے نوازتے رہیں۔ جزاکم اللہ

مدیرہ

زیرِنگرانی	ڈاکٹرفریحہ خان (صدر لجنہ اماء اللہ۔برطانیہ) لبنیٰ سہیل (سیکریٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ۔برطانیہ)
مدیرہ	فریدہ بشارت
نائب مدیرہ	صدیقہ سلطانہ ، ستارہ جمیل
مجلس اِدارت	قانتہ راشدصاحبہ ، نصیرہ نور صاحبہ ، سائحہ معاذ صاحبہ
ٹائپنگ، پروف ریڈنگ اور ڈیزائننگ	رافعہ کوثر ،عاصمہ بدر، رفیقہ صداقت، بشریٰ لطیف، خولہ وحید ، منصورہ شرما ، سویرا ندیم
مینیجر	اسماء شاہد
معاونہ	عاطفہ احمد
تصاویر	بشکریہ مخزنِ تصاویر

خطبہ جمعہ 12/ جنوری 2018ء

فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

صحابہ رسول کی پاکیزہ زندگیوں کے ایمان افروز واقعات

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”میرا مذہب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ایسی تھی کہ کسی دوسرے نبی کو دنیا میں نہیں ملی۔ اسلام کی ترقی کا راز یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت جذب زبردست تھی اور پھر آپ کی باتوں میں وہ تاثیر تھی کہ جو سنتا تھا وہ گرویدہ ہو جاتا تھا“۔ فرماتے ہیں کہ ”جن لوگوں کو آپ نے کھینچا انہیں پاک صاف کر دیا۔“

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں کس قسم کی تبدیلیاں پیدا کیں فرماتے ہیں کہ:

”صحابہ کی حالت کو دیکھتے ہیں تو ان میں کوئی جھوٹ بولنے والا نظر نہیں آتا۔ حالانکہ جب عرب کی ابتدائی حالت پر نگاہ کرتے ہیں تو وہ تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بت پرستی میں منہمک تھے۔ یتیموں کا مال کھانے اور ہر قسم کی بدکاریوں میں دلیر اور بے باک تھے۔ ڈاکوؤں کی طرح گزارہ کرتے تھے۔ گویا سر سے پیر تک نجاست میں غرق تھے“۔ (لیکن ایسا انقلاب آپ نے ان میں پیدا کیا جس کی نظیر دوسری قوموں میں نہیں ملتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معجزہ اتنا بڑا ہے کہ آپ نے ایک جگہ یہ فرمایا کہ) ”دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے“۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”ایک آدمی کا درست کرنا مشکل ہوتا ہے۔“ (بہت مشکل ہے کہ کسی ایک آدمی کی بھی اصلاح کی جائے) ”مگر یہاں تو ایک قوم تیار کی گئی کہ جنہوں نے اپنے ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ بھیڑ بکری کی طرح اس سچائی کے لئے ذبح ہو گئے جس کو انہوں نے اختیار کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ زمینی نہ رہے تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم، ہدایت اور مؤثر نصیحت نے ان کو آسمانی بنا دیا تھا۔ قدسی صفات ان میں پیدا ہو گئی تھیں۔..... یہ وہ نمونہ ہے جو ہم اسلام کا دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔“

آپ فرماتے ہیں کہ

”اسی اصلاح اور ہدایت کا باعث تھا جو اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ رکھا جس سے زمین پر آپ کی ستائش ہوئی کیونکہ آپ نے زمین کو امن، صلح کاری اور اخلاق فاضلہ اور نیکوکاری سے بھر دیا تھا“۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 84 تا 86۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ انصاف سے کام لینے والے اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی جاہل، اُجڈ اور نجاست میں غرق لوگوں کو تعلیم یافتہ انسان بنا دیا اور باخدا انسان بنا دیا۔

چند سال ہوئے ایک یہودی سکالر مجھے ملنے آئے اور کہنے لگے کہ باوجود اس کے کہ یہودیوں کو مسجد اقصیٰ میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ مَیں وہاں گیا تھا اور ساری دیکھ کر آیا ہوں۔ انہوں نے اس کو دیکھنے کی جو تفصیل مجھے سنائی وہ تو بڑی لمبی ہے۔ بہر حال کہتے ہیں کہ وہاں دکھانے والا جو نگران تھا اس کو کئی دفعہ مجھ پر شک ہوا کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر دفعہ مَیں نے کوئی ایسی بات کی جس سے ان کا مسلمان ہونا ظاہر ہوتا تھا یہاں تک کہ وہاں کے نگران کو تسلی دلانے کے لئے یہ یہودی کہنے لگے کہ میں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کلمہ بھی پڑھ دیا۔ خیر جب مَیں مسجد اچھی طرح دیکھ چکا تو پھر وہاں کے نگران نے مجھے کہا کہ بیشک آپ نے کلمہ بھی پڑھ دیا ہے لیکن مجھے ابھی بھی آپ کے مسلمان ہونے میں شبہ ہے۔ مجھے تسلی نہیں ہوئی۔ اب دیکھ تو چکے ہیں، اب مجھے حقیقت بتائیں کہ حقیقت کیا ہے؟ کہتے ہیں مَیں نے ان سے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ مَیں مسلمان نہیں ہوں اور یہودی ہوں۔ جہاں تک کلمہ پڑھنے کا سوال ہے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر مَیں یقین رکھتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو میں نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا تو وہ بھی مَیں مانتا ہوں کیونکہ مَیں عربوں کی تاریخ سے واقف ہوں کہ اس زمانے میں عربوں کی کیا حالت تھی۔ عربوں کی جو حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے سے پہلے حالت تھی اسے ایک نبی ہی ٹھیک کر سکتا تھا۔ کوئی دنیا دار لیڈر وہ حالت نہیں بدل سکتا تھا۔ اس لئے باوجود اس کے کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤں یا نہ لاؤں مَیں ان کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نبی سمجھتا ہوں۔ بہر حال اس نے باوجود دنیا داری کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم انقلاب لانے کو تسلیم کیا۔

پس آج بھی اگر کوئی انصاف کی نظر سے دیکھے تو صحابہ میں جو غیر معمولی تبدیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی سے پیدا ہوئیں وہ یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ واقعی آپ خدا کے رسول تھے۔ صحابہ کے بارے میں، ان کے غیر معمولی مقام کے بارے میں، ان میں غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

”صحابہ کی نظیر دیکھ لو۔ دراصل صحابہ کرام کے نمونے ایسے ہیں کہ کُل انبیاء کی نظیر ہیں۔ خدا کو تو عمل ہی پسند ہیں۔ انہوں نے بکریوں کی طرح اپنی جانیں دیں۔ اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے نبوت کی ایک ہیکل آدم علیہ السلام سے چلی آتی تھی“۔ (یعنی جو شکل اور صورت اور مقام نبوت کا ایک تصور ہے وہ آدم کے زمانے سے چلا آتا ہے۔ لیکن) فرماتے ہیں کہ ”اور سمجھ نہ آتی تھی مگر صحابہ کرام نے چمکا کر دکھلا دیا اور بتلا دیا کہ صدق اور وفا اسے کہتے ہیں“۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ”پھر جیسی بے آرامی کی زندگی انہوں نے بسر کی اس کی نظیر بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔ صحابہ کرام کا گروہ عجیب گروہ قابلِ قدر اور قابلِ پیروی گروہ تھا۔ ان کے دل یقین سے بھر گئے ہوئے تھے“۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”جب یقین ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ اوّل مال وغیرہ دینے کو جی چاہتا ہے۔ پھر جب بڑھ جاتا ہے تو صاحبِ یقین خدا کی خاطر جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 42۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر صحابہ کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

لَا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ

عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ (النور:38)“

(قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل کرتی۔) آپ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”یہ ایک ہی آیت صحابہ کے حق میں کافی ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی تبدیلیاں کی تھیں اور انگریز بھی اس کے معترف ہیں کہ ان کی کہیں نظیر ملنا مشکل ہے۔ بادیہ نشین لوگ اور اتنی بہادری اور جرأت تعجب آتا ہے“۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 304۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

فرماتے ہیں کہ ”وہ ایسے مرد ہیں کہ ان کو یاد الٰہی سے نہ تجارت روک سکتی ہے اور نہ بیع مانع ہوتی ہے یعنی محبت الٰہیہ میں ایسا کمال تام رکھتے ہیں کہ دنیوی مشغولیاں گو کیسی ہی کثرت سے پیش آویں ان کے حال میں خلل انداز نہیں ہو سکتیں۔“ (براہین احمدیہ، جلد اول صفحہ 617 حاشیہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ”یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے لَا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ۔ جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو، مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہے گا۔ اسی طرح جو لوگ خدا کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 20-21۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے وہ سچا تعلق اور عشق خدا تعالیٰ سے پیدا کر لیا تھا کہ سوال ہی نہیں تھا کہ وہ کسی طرح بھی خدا تعالیٰ سے غافل ہوں یا کسی بھی قربانی سے وہ دریغ کرنے والے ہوں۔ صحابہ کی بہت سی مثالیں ہیں۔ حضرت خَبّاب بن اَلارت کے بارے میں آتا ہے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف اور خشیت تھی کہ انہوں نے اپنا کفن دیکھنے کے لئے منگوایا اور دیکھا تو وہ ایک عمدہ کپڑے کا کفن تھا۔ اپنے عزیزوں سے کہا کہ اتنا عمدہ کفن مجھے دوگے؟ اور رو پڑے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ کو ایک چادر کفن کے لئے میسر ہوئی تھی اور وہ بھی اتنی چھوٹی کہ پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر پاؤں کو گھاس سے ڈھانپ دیا گیا۔ پھر انتہائی خشیت سے کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دینار یا درہم کا بھی میں مالک نہیں تھا اور آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی وجہ سے، ان قربانیوں کو قبول کرنے کی وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت دی ہے کہ میرے گھر کے کونے میں جو صندوق پڑا ہے اس میں ہی چالیس ہزار درہم

پڑے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا دیا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے اعمال کی جزا اس دنیا میں ہی نہ دے دی ہو اور کہیں آخری زندگی میں جو اجر ہے، اخروی زندگی کے جو اجر ہیں ان سے میں کہیں محروم نہ کر دیا جاؤں۔ ان کی آخری بیماری میں جب صحابہ ان کی عیادت کے لئے گئے اور انہیں یہ تسلی دی کہ لگتا ہے آپ بھی اپنے بزرگ صحابہ سے ملنے والے ہیں تو رو پڑے۔ اور ساتھ ہی یہ کہنے لگے کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں موت کے ڈر سے رویا ہوں بلکہ اس لئے رویا ہوں کہ جن صحابہ کا تم نے مجھے بھائی کہا ہے ان کا مقام بہت بلند تھا۔ پتا نہیں میں ان کا بھائی ہونے کا اہل بھی ہوں یا نہیں۔ کہنے لگے وہ لوگ جو ہم سے پہلے گزر گئے انہوں نے دنیاوی مال و متاع جس سے ہم فیض اٹھا رہے ہیں اس سے فیض نہیں اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ کا یہ مقام تھا کہ اپنے آپ کو انتہائی کمزور سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف تھا، فکر تھی کہ مرنے کے بعد خدا تعالیٰ راضی بھی ہوتا ہے کہ نہیں اور یہی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 88-89 خباب بن الارتؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

آپ کی قربانی اور دین کے لئے خدمت کسی سے کم نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ تھے تو حضرت علیؓ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور ان کے بارے میں تاریخی کلمات کہے۔ ان الفاظ سے ہی حضرت خباب کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خباب پر رحم کرے۔ انہوں نے نہایت محبت اور رغبت سے اسلام قبول کیا اور پھر ہجرت کی توفیق پائی۔ پھر جو زندگی انہوں نے گزاری وہ ایک مجاہد کی زندگی تھی۔ وہ شدید ابتلاؤں میں سے گزرے اور انتہائی صبر اور استقامت کا نمونہ دکھایا۔ حضرت علی نے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے اجر ضائع نہیں کرتا جو نیک اعمال بجا لانے والے ہوں۔ (اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 677 خباب بن الارتؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت خباب کا جو مقام حضرت عمرؓ کی نظر میں تھا وہ بھی دیکھیں کیسا عظیم تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت خباب کو بلا کر اپنی مسند پر بٹھایا اور کہا۔ خباب! آپ اس لائق ہیں کہ میرے ساتھ اس مسند پر بیٹھیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ سوائے بلال کے میرے ساتھ اس مسند پر بیٹھنے کا کوئی اور مستحق ہو۔ انہوں نے یعنی حضرت بلال نے بھی ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کر کے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ حضرت خباب نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین بیشک بلال بھی حقدار ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ بلال کو مشرکین سے بچانے والے موجود تھے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ لیکن میرا تو کوئی بھی نہیں تھا جو مجھے اس ظلم سے بچاتا۔ اور ایک دن ایسا بھی آیا کہ مجھے کافروں نے پکڑ لیا اور آگ میں ڈال دیا اور ایک ظالم نے میرے سینے پر پاؤں رکھ دیا جس سے میرے لئے اس آگ سے نکلنا ممکن نہ رہا۔ میری پیٹھ کوئلوں پر پڑے پڑے جل گئی۔ کوئلے دہکا کر انہیں اس پہ لٹا دیا۔ پھر حضرت خباب نے اپنی پیٹھ پر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا جہاں سفید لکیروں کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ دہکتے کوئلوں پر لیٹنے کی وجہ سے یہ نشان پڑے ہوئے ہیں۔ چربی پگھل گئی تھی۔ کھال پگھل گئی تھی۔ اس کے بعد یہ سفید کھال نیچے سے نکل آئی۔ حضرت خباب جو تھے وہ جنگ بدر اور خندق میں بھی شامل ہوئے۔ اُحد میں بھی شامل ہوئے۔ اس سب کے باوجود وفات کے وقت فکر ہے کہ پتا نہیں اللہ تعالیٰ راضی بھی ہوتا

ہے یا نہیں۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد3 صفحہ 88 خباب بن الارتؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

پھر معاذ بن جبل ایک صحابی تھے ان کے بارے میں آتا ہے کہ تہجد ادا کرنے والے اور لمبی عبادت کرنے والے تھے۔ ان کی تہجد کی نماز کا ان کے قریبیوں نے یوں نقشہ کھینچا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے کہ اے میرے مولیٰ اس وقت سب سوئے ہوئے ہیں۔ آنکھیں سوئی ہوئی ہیں۔ اے اللہ تُو حیّ و قیّوم ہے میں تجھ سے جنت کا طلب گار ہوں مگر اس میں کچھ سُست رَو ہوں۔ یعنی عمل کرنے میں میں سست ہوں۔ اور آگ سے دور بھاگنے میں کمزور اور ناتواں ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ جہنم کی آگ بھی ہے اور اس کے لئے نیکیاں کرنی پڑتی ہیں لیکن اس سے بچنے کے لئے میں بہت کمزور ہوں۔ اے اللہ تُو مجھے اپنے پاس سے ہدایت عطا کر دے اور وہ ہدایت دے جو مجھے قیامت کے دن بھی نصیب ہو جس دن تُو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت خرچ کیا کرتے تھے اور خرچ کرنے کی وجہ سے ان پر قرض بھی چڑھ جاتا تھا۔

(اسد الغابہ جلد4 صفحہ 402 معاذ بن جبلؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت کعب بن مالک کے بیٹے حضرت معاذؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت معاذؓ کے ساتھ عجیب سلوک تھا۔ وہ نہایت حسین بھی تھے۔ بہت سخی بھی تھے۔ ان کی دعائیں بھی بہت قبول ہوتی تھیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے مانگتے اللہ تعالیٰ انہیں عطا بھی کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے خاص معاملہ تھا۔ اگر قرض چڑھتے بھی تھے تو اترنے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ فرما دیتا تھا۔ ایک عجیب فہم و فراست اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہوئی تھی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد20 صفحہ 30 تا 32 حدیث 44 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء)

اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے ان صحابہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت تھی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہی خدا تعالیٰ سے بھی محبت پیدا ہوئی تھی کیونکہ آپ کی قوت قدسی نے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا اِدراک ان لوگوں میں پیدا کیا تھا۔ جیسا کہ ذکر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی نے ان میں ایک انقلاب پیدا کیا تھا ورنہ یہ عشق و محبت کی داستانیں جو ہیں کبھی رقم نہ ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی وہ بھی ایسی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شمّاس بن عثمان کے بارے میں تاریخ نے ایسا واقعہ محفوظ کیا ہے جو ان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک مثال بن گیا اور اسلام کی خاطر قربانی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے کی بھی مثال ہے۔ جنگ اُحد میں جہاں حضرت طلحہؓ کی عشق و محبت کی داستان کا ذکر ملتا ہے کہ کس طرح انہوں نے اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے سامنے رکھا کہ کوئی تیر آپ کو نہ لگے وہاں حضرت شمّاس نے بھی بڑا عظیم کردار ادا کیا ہے۔ حضرت شمّاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ہر حملہ اپنے اوپر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شماس کے بارے میں فرمایا کہ شماس کو اگر میں کسی چیز سے تشبیہ دوں تو ڈھال سے تشبیہ دوں گا کہ وہ اُحد کے میدان میں میرے لئے ایک ڈھال ہی تو بن گیا تھا۔ وہ میرے آگے پیچھے

دائیں اور بائیں حفاظت کرتے ہوئے آخر دم تک لڑتا رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف نظر ڈالتے آپؐ فرماتے ہیں شماس انتہائی بہادری سے وہاں مجھے لڑتے ہوئے نظر آتا۔ جب دشمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے میں کامیاب ہو گیا اور آپ کو غشی کی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ گر گئے۔ تب بھی شماسؓ ہی ڈھال بن کر آگے کھڑے رہے یہاں تک کہ خود شدید زخمی ہو گئے۔ اسی حالت میں انہیں مدینہ لایا گیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے کہا کہ یہ میرے چچا کے بیٹے ہیں مَیں ان کی قریبی ہوں، رشتہ دار ہوں اس لئے میرے گھر میں ان کی تیمار داری اور علاج وغیرہ ہونا چاہئے۔ لیکن زخموں کی شدت کی وجہ سے ڈیڑھ دو دن بعد ہی ان کی وفات ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شماس کو بھی اس کے کپڑوں میں ہی دفن کیا جائے جس طرح باقی شہداء کو کیا گیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 131 شماس بن عثمانؓ، صفحہ 115 طلحہ بن عبیدؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

ایک صحابی سعیدؓ بن زید تھے یہ حضرت عمر کے بہنوئی تھے اور وہی ہیں جن کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے مارنے کے لئے جب حضرت عمرؓ نے ہاتھ اٹھایا تو ان کی بیوی اور حضرت عمر کی بہن سامنے آ گئیں اور زخمی ہو گئیں جس کا اثر حضرت عمر پر بھی ایسا ہوا کہ اسلام قبول کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ مائل ہوئے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 251-252 اسلام عمر بن الخطابؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

حضرت سعید کے غنیٰ اور خوفِ خدا کے معیار کے بارے میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ ان کی ایک جاگیر پر گزر بسر تھی۔ زمین تھی۔ کچھ رقبہ تھا اسی پہ گزارہ ہوتا تھا۔ ایک عورت کا رقبہ بھی آپ کے ساتھ ملتا تھا۔ اس عورت نے ان کی زمین پر ملکیت کا دعویٰ کر دیا کہ آپ نے اس میں سے میرا کچھ رقبہ دبایا ہوا ہے۔ حضرت سعید نے کہا کوئی مقدمہ لڑنے کی ضرورت نہیں اور اپنی اس پوری زمین سے ہی دستبردار ہو گئے۔ رقبہ اس عورت کو دے دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص ناحق کسی کی زمین ایک بالشت بھی لیتا ہے اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ تو میں یہ الزام اپنے اوپر نہیں لینا چاہتا اور لڑنا بھی نہیں چاہتا۔ لیکن دنیا یہ بھی نہ کہے کہ کسی کی زمین پر قبضہ کیا ہے۔ کوئی یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ آپ نے ایک عورت کی زمین پر قبضہ کیا ہے اور اب یہ پتا لگ گیا ہے تو زمین واپس دے رہے ہیں آپ بہت زیادہ صاحب دعا گو تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو اس بات سے، اس الزام سے بری کرنے کے لئے آپ نے اس عورت کے لئے یہ دعا کی کہ اگر یہ مظلوم نہیں ہے اور یہ ظالم عورت ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پکڑے اور اس کا بد انجام ہو۔ چنانچہ کہنے والے کہتے ہیں کہ وہ عورت اندھی ہو کر ہلاک ہوئی اور عبرت کا نشان بنی۔

(صحیح مسلم کتاب الفرائض باب تحریم الظلم…الخ حدیث 4134)

حق بات کہنا اور کسی سے نہ ڈرنا صحابہ کا شیوہ تھا۔ حضرت سعیدؓ بن زید کے بارے میں آتا ہے کہ ایک دن کوفہ میں امیر معاویہ کے مقرر کردہ جو گورنر تھے وہ گورنر ایک دن وہاں جامع مسجد میں بیٹھے تھے۔ حضرت سعید بھی وہاں تشریف لائے۔ گورنر نے بڑی عزت اور تکریم کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ اپنے ساتھ بٹھایا۔ اسی دوران وہاں کوفہ کا ایک شخص آیا اور اس نے حضرت علیؓ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت سعیدؓ اس پر سخت ناراض ہوئے۔ یہ نہیں کیا کہ گورنر کے

سامنے بول رہے ہو تو حکمت اسی میں ہے کہ مَیں چپ رہوں۔ اور فرمایا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر بن عوام، سعد اور عبد الرحمن بن عوف جنت میں ہوں گے اور کہنے لگے کہ دسواں بھی ہے۔ اس کا نام میں نہیں لیتا۔ جب زور دے کر پوچھا گیا تو بتایا کہ وہ دسواں میں یعنی سعید بن زید ہوں۔

(سنن ابو داؤد کتاب السنة باب فی الخلفاء حدیث 4649-4650)

آپ سے ایک یہ حدیث بھی مروی ہے کہ سب سے بڑا سود یعنی حرام چیز مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ ہے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی الغیبة حدیث 4876)

آج اسی چیز کو مسلمانوں نے بھلا دیا ہے اور بڑے پیمانے سے لے کر چھوٹے معاملات تک ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان مسلمان کی عزت پر اپنے مفادات کے لئے حملے کرتا ہے۔

پھر ایک صحابی حضرت صہیبؓ بن سنان رومی کا ذکر ملتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت ہوئی تو حضرت صہیب نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔ آپ آئے تو ایک غلام کی حیثیت سے تھے پھر آزاد ہوئے۔ پھر ترقی کی اور تجارت شروع کی اور آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے بڑے مالدار تاجر ہو گئے۔ تجارت کے ذریعہ سے بڑا مال کمایا۔ جب ہجرت کر کے جانے لگے تو اہل مکہ نے کہا کہ تم ایک مفلس غلام کے طور پر ہمارے شہر میں آئے تھے ہم تمہیں یہاں سے کمایا ہوا مال ہرگز نہیں لے جانے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا میں اپنا مال چھوڑ دیتا ہوں۔ اگر مال چھوڑ دوں تو اب تو جانے دو گے۔ بہر حال انہوں نے اپنا نصف مال اہلِ مکہ کے حوالے کیا اور ہجرت کا پروگرام بنایا۔ جب آپ اپنے خاندان کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو بعض قریش نے آپ کا پیچھا کیا۔ صہیب بہت بہادر انسان تھے۔ تیر اندازی بھی بڑے اچھے طریق سے کرتے تھے۔ تیر اندازی میں بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے کفار کو دیکھ کر اپنے ترکش سے تمام تیر نکال کر زمین پر پھیلا دیئے اور ان لوگوں کو دیکھ کر کہا کہ اے قریش! تم جانتے ہو کہ میں تم سے بہتر تیر انداز ہوں۔ میرا آخری تیر ختم ہونے تک تم مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے بعد میری تلوار ہے اس کے ساتھ تمہیں مجھ سے لڑنا پڑے گا۔ تم مجھے امن سے جانے دو بہتر یہی ہے اور اس کے عوض جو میرا باقی مال ہے جو میں نے فلاں جگہ رکھا ہوا ہے وہ لے لو۔ چنانچہ انہوں نے بڑی حکمت سے اور اپنے مال کی قربانی کر کے اپنے بچوں کو بھی بچایا اور خود بھی امن سے پہنچ گئے۔ صہیب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کس طرح وہ سارا مال دے کر جان اور ایمان بچا کر یہاں آ گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے یہ گھاٹے کا سودا نہیں کیا۔ بڑا اچھا سودا ہوا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 121 صہیب بن سنانؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

ہر صحابی کا اپنا اپنا انداز ہے۔ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے حضرت صہیبؓ سے کہا کہ تم کثرت سے لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلاتے ہو مجھے ڈر ہے کہ اس میں اسراف نہ ہوتا ہو۔ حضرت صہیبؓ نے کہا کہ یہ جو میں کھانا کھلاتا ہوں یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے مطابق ہے۔ آپ نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم میں سے بہترین وہ

لوگ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور سلام کو رواج دیتے ہیں۔ لوگوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہنا یہ ایک نیکی ہے اور بہترین لوگوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نشانی بتائی ہے۔ کہتے ہیں یہ نصیحت جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی جو مدینہ آنے پر آپ نے مجھے فرمائی تھی تو میں نے اس کو پلّے باندھ لیا ہے اور میں سوائے جائز حق کے مال خرچ نہیں کرتا، اسراف نہیں کرتا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 924 حدیث 24422 مسند صہیب بن سنانؓ مطبوعہ عالم الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

حضرت صہیبؓ کا مقام حضرت عمرؓ کی نظر میں بھی بہت بڑا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنا جنازہ حضرت صہیبؓ سے پڑھوانے کی وصیت فرمائی تھی اور جب تک اگلا خلیفہ منتخب نہ ہو نمازوں کی امامت بھی یہی کرواتے رہے تھے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 423 عبید اللہ بن عمرؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

حضرت اُسامہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے بیٹے تھے۔ حضرت اسامہ وہ خوش قسمت تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیار کی سند دی تھی۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 191 اسامہ بن زیدؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اتنا پیار کرتے تھے کہ اُسامہ خود بتاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین اور انہیں دونوں کو دونوں رانوں پر بٹھا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے اللہ! ان دونوں سے محبت کر۔ مَیں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 3 صفحہ 47 حدیث 2642 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء)

لیکن جہاں تربیت اور دین کا معاملہ ہے وہاں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ پھر وہ یہ ذاتی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت اسامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھوٹی عمر کے تھے بلکہ وفات کے وقت بھی ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ لیکن بعض لڑائیوں میں شمولیت کا موقع انہیں ملا۔ ایک واقعہ آتا ہے کہ جب جنگ میں ایک کافر اُسامہؓ کے سامنے آیا تو اس نے فوراً کلمہ پڑھ دیا۔ لیکن آپ نے اسے پھر بھی قتل کر دیا کہ موت کے ڈر سے یہ کلمہ پڑھ رہا ہے۔ حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس شخص کے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کی کہ اس نے محض بچنے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ اور پھر فرمایا کیا تُو نے اسے کلمہ شہادت پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا؟ اسامہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ اتنی بار دہرایا کہ میں نے چاہا کہ کاش آج سے پہلے مَیں مسلمان نہ ہوتا۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی بھی کسی شخص کو جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے گا قتل نہیں کروں گا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب بعث النبی ﷺ اسامہ بن زیدؓ... الخ حدیث 4269)(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 91-92 اسامہ بن زیدؓ مطبوعہ دار الفکر بیروت 2003ء)

کاش کہ یہ باتیں آج کے مسلمانوں کو بھی سمجھ آ جائیں۔ اسلام کے نام پر غیروں پر تو جو ظلم کر رہے ہیں وہ کر ہی رہے ہیں۔ یہ اپنی جگہ پر ہے لیکن آپس میں مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہا ہے۔ اب شام کی جنگ ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ گذشتہ کئی سالوں میں جب سے یہ شروع ہوئی ہے لاکھوں لوگ وہاں قتل کر دیئے گئے ہیں۔ مسلمان نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ جو کلمہ گو ہیں وہی دوسرے کو مار رہے ہیں یا اس کے نام پر مار رہے ہیں۔ یمن میں کلمہ گوؤں کو مارا جا رہا ہے۔ دوسرے ظلم روا رکھے جا رہے ہیں۔ ٹارچر دیئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو بھی عقل دے کہ صحابہ کی محبت اور رسول کی محبت کے صرف نعرے نہ لگائیں بلکہ ان کے عمل کے مطابق عمل کرنے والے بھی ہوں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے نام پر اپنی اَناؤں کی تسکین کر رہے ہیں۔ ان کو اسلام کا، اسلام کی تعلیم تو الف کا بھی پتا نہیں ہے۔ اپنی برتری ثابت کرنا ان کی کوشش ہے۔ منہ پر تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے لیکن دل میں صرف اور صرف ان کی اپنی ذات ہے۔ دنیا میں اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی تقویٰ پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ پس ان مسلمانوں کی حالت دیکھ کر کہ ان کی تو اصلاح ہو نہیں سکتی جب تک یہ قبول نہ کریں، ہمیں شکر گزاری کرنی چاہئے اور شکر گزاری کے جذبات سے ہمیں بڑھنا چاہئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ اس رہنما کو مانا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صادق بنا کر بھیجا۔ آپ نے ہمیں صحابہ کے مقام کے بارے میں بھی بتایا اور ان کے پیچھے چلنے کے لئے بھی نصیحت فرمائی۔ یہ بتایا کہ صحابہ کے نمونے کس قسم کے ہیں۔ تمہیں انہیں اُسوہ سمجھنا چاہئے اور ان کے پیچھے چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس یہی ایک ذریعہ ہے جسے ہم اگر اپنے سامنے رکھیں اور آپ کی باتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو حقیقی مسلمان بھی بن سکتے ہیں۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اپنی خواہشوں اور اغراض سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نہیں آتا ہے وہ کچھ حاصل نہیں کرتا بلکہ اپنا نقصان کرتا ہے۔ لیکن جب وہ تمام نفسانی خواہشات اور اغراض سے الگ ہو جاوے اور خالی ہاتھ اور صافی قلب لے کر خدا تعالیٰ کے حضور جاوے تو خدا اس کو دیتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کی دستگیری کرتا ہے۔ مگر شرط یہی ہے کہ انسان مرنے کو تیار ہو جاوے اور اس کی راہ میں ذلت اور موت کو خیر باد کہنے والا بن جاوے۔“

پھر آپ فرماتے ہیں:

”دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے مگر اس کی لذت بھی اسی کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے“۔ (اب صحابہ کے واقعات میں ہم نے دیکھا کہ جب خدا کے لئے چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے بہت نوازا لیکن پھر بھی ان کو اپنے انجام کی فکر ہے۔ اس نوازے جانے کے باوجود اپنی آخرت کی فکر ہے گویا کہ مکمل طور پر خدا کے ہو گئے تھے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالیٰ دنیا میں اس کے لئے قبولیت پھیلا دیتا ہے۔ یہ وہی

قبولیت ہے جس کے لئے دنیادار ہزاروں کوششیں کرتے ہیں کہ کسی طرح کوئی خطاب مل جاوے یا کسی عزت کی جگہ یا دربار میں کرسی ملے اور کرسی نشینوں میں نام لکھا جاوے۔ غرض تمام دنیوی عزتیں اسی کو دی جاتی ہیں اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت ڈال دی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے سب کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتے ہیں جب تک وہ اس سے کئی چند نہ پالیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ان باتوں کو ماننے والے اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانے والے بہت ہی کم لوگ ہیں۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 398-399۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم آپ کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حقیقی پیروی کرنے والے اور احکامات پر عمل کرنے والے ہو جائیں۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ حاضر پڑھاؤں گا جو مکرمہ امۃ المجید احمد صاحبہ کا ہے جو چوہدری ناصر احمد صاحب نائب امیر یُوکے اور مرکزی جائیداد شعبہ کے انچارج بھی ہیں، کی اہلیہ تھیں۔ 9؍ جنوری 2018ء کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی عبد اللہ سنوری صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑپوتی تھیں۔ شادی کے بعد 1978ء سے فضل مسجد کے قریب رہائش پذیر تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ۔ بہت ہمدرد، ملنسار، مہمان نواز، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ سب کے دکھ درد میں شامل ہوتی تھیں۔ خلافت سے بہت زیادہ تعلق تھا۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ اس تعلق کو قائم رکھنے کے لئے تلقین کرتیں۔ نماز کی پابندی کی تلقین کرتیں۔ بچوں کی اچھی تربیت کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی محلے کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ لجنہ یُوکے میں خدمت خلق اور ضیافت کے شعبوں کے علاوہ جلسہ سالانہ یُوکے پر بطور ناظمہ مہمان نوازی خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں ان کے میاں چوہدری ناصر احمد صاحب اور چار بیٹیاں ہیں۔ موجودہ صدر صاحبہ لجنہ یُوکے اور سابقہ شمائلہ ناگی صاحبہ جو ہیں ان دونوں نے یہ لکھا ہے کہ نہایت محبت کرنے والی خاتون تھیں اور ان کی بے لوث محبت کو ہر ملنے والا محسوس کرتا تھا۔ جلسہ پر لمبا عرصہ ناظمہ مہمان نوازی کا کام سنبھالا۔ بڑے اخلاص اور محنت سے یہ خدمت سرانجام دی۔ سیکرٹری ضیافت کے طور پر بھی خدمت بجالانے کی توفیق پائی اور بڑی عاجزی سے یہ کام کیا۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور ان کی نیکیاں اللہ تعالیٰ ان کی بیٹیوں میں بھی جاری فرمائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ نمازوں کے بعد جنازہ حاضر ہے۔ باہر جا کے جنازہ پڑھاؤں گا۔ احباب یہیں صفیں درست کر لیں۔

https://www.alislam.org/urdu/khutba/2018-01-12/

جماعت احمدیہ

کے اسی (80) ویں جلسہ سالانہ (خواتین) کے موقع پر

افتتاحی خطاب

فرمودہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم سید نا حضرت خلیفتہ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ

(26 دسمبر 1972ء)

کل 25 دسمبر کو لجنہ اماءاللہ کے قیام پر پورے پچاس سال گذر چکے ہیں اور آج کی صبح ہمارے لئے ایک نئی منزل پر رواں ہونے کا پیغام لے کر آئی ہے۔ آج سے پچاس سال قبل کس کے تصور میں آسکتا تھا کہ 25 دسمبر 1922ء کو حضرت مصلح موعود کے مبارک ہاتھوں سے ایک ایسے کام کی بنیاد رکھی جائے گی جو اپنے اندر نہایت بابرکت اثرات رکھے گی۔ اس دور کی بچیاں اس زمانہ کا تصور بھی صحیح طور پر نہیں کر سکتیں۔ جب تعلیم قریبانہ ہونے کے برابر تھی۔ ڈپلوما اور ڈگری کا تو تصور بھی نہ تھا۔ خود قادیان میں 1922ء تک صرف ایک پرائمری سکول تھا۔ ان حالات میں کون کہہ سکتا تھا اس وقت کہ یہ تنظیم جس کی صرف چودہ ممبرات ہیں پھلے گی پھولے گی اور اس کی شاخیں دنیا کے مختلف ممالک میں قائم ہو جائیں گی اور وہ وقت بھی آئے گا کہ لجنہ کے اجتماع پر دنیا کے چاروں کونوں سے نمائندگان شمولیت کے لئے آئیں گی۔ ہزاروں رحمتیں ہوں اس اسیروں کے رستگار پر جس نے صحیح وقت پر احمدی خواتین کی تنظیم لجنہ اماءاللہ کی بنیاد ڈالی۔ اور جس کی رہنمائی میں ترقی کی منازل طے کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دیتا ہوا لجنہ اماءاللہ کا یہ کارواں اپنی زندگی کی پچاس منازل طے کر کے ترقی کی نئی راہیں استوار کر رہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیحِ الْمَوْعُوْدِ وَعَلٰی عَبْدِہِ

الْمُصْلِحِ الْمَوْعُوْدِ

مبارک تھیں وہ ہستیاں جنہوں نے حضرت مصلح موعود کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ کی ہر تحریک پر لبیک کہتی ہوئی آگے آئیں اور اس کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں۔ اور مبارک تھیں وہ ہستیاں جو یکے بعد دیگرے قربانیوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتی چلی گئیں۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خوشی کا یہ دن دکھایا ہے۔ ہم خوش ہیں لجنہ اماءاللہ کی ترقی پر لیکن ہم ان ابتدائی ممبرات کی قربانیوں کو جنہوں نے اپنے خون سے اس چمن کی آبیاری کی کبھی بھول نہیں سکتیں۔ جن میں سے اکثر ہم میں موجود نہیں ہیں۔ اگر وہ قربانیوں کا تسلسل قائم نہ رکھتیں تو آج ہم یہ دن خوشی کا بھی نہ دیکھ رہی ہوتیں۔

میری عزیز بہنو! آج کا دن ہمارے لئے ایک عظیم دن ہے۔ آج کے دن نصف صدی کا عرصہ گذار کر ہم اگلی نصف میں داخل ہو رہی ہیں آیئے ہمارے سر خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ جھک جائیں۔ اور اس کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے اس کا شکر ادا کریں بے انتہا

شکر کہ ہم عاجز بندیوں نے جو خدمات سرانجام دیں یہ اس کی دی ہوئی توفیق اور اس کا فضل تھا۔ جو کچھ اس کے حضور پیش کیا پھر بھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ہر قدم پر ہمیں دعا کرتے رہنا چاہئے جیسا کہ ہمارے آقا حضرت خلیفہ مسیح الثالث ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ کو ایک نیالائحہ عمل عطا فرمایا ہے جس کی تین بڑی شقیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک پر عمل کرتے ہوئے ہمارے لئے کام کرنے کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ سب سے پہلی ہدایت آئندہ کے لئے حضرت خلیفہ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے احمدی مستورات اور ممبرات لجنہ کو دعاؤں پر زور دینے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی دی ہے۔ انسانی زندگی کا مقصد اپنے رب حقیقی کا عبد اسی دنیا میں بننا ہے اگر انسان کا اپنے خالق اور مالک سے تعلق ہی پیدا نہ ہو تو اس کی پیدائش کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے یہ سلسلہ حیات وموت اللہ تعالیٰ نے اسی لئے جاری فرمایا ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان کو بھی آزمائش ہو اور قوم کی اجتماعی کوششوں کے نتیجہ میں قوم کی بھی آزمائش ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ ۨ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝

(سورۃ الملک: آیت 2 تا 3)

اس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ دنیا کی کامیابیاں ابتلاء سے خالی نہیں ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ **خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ** یعنی موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ ہم تمہیں آزمائیں کامیابی اور ناکامی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے۔ کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہنچتی ہے تو اسمیں جان پڑ جاتی ہے اور گویا نئی زندگی ملتی ہے اور اگر ناکامی کی خبر آجائے تو زندہ ہی مر جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 97)

انسان کی فردی یا اجتماعی ہر دو ابدی زندگیوں کا راز بھی خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہونے پر منحصر ہے۔ جس کا اللہ تعالی سے تعلق پیدا ہو جائے اور جس کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے وہ خدا کی راہ میں مرتا ضرور ہے لیکن مر کر ابدی حیات اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کر لیتا ہے جس کے نتیجہ میں اسے سچی خوشحالی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ سچی راحت دنیا اور دنیا کی چیزوں میں ہرگز نہیں ہے حقیقت یہی ہے کہ دنیا کے تمام شعبے دیکھ کر بھی انسان سچا اور دائمی سرور حاصل نہیں کر سکتا۔ تم دیکھتے ہو کہ دولت مند زیادہ مال و دولت رکھنے والے ہر وقت خنداں رہتے ہیں۔ مگر ان کی حالت جرب یعنی خارش کے مریض کی سی ہوتی ہے جس کو کھجلانے سے راحت ملتی ہے لیکن اس خارش کا آخری نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ خون نکل آتا ہے پس ان دنیوی اور عارضی کامیابیوں پر اس قدر خوش مت ہو کہ حقیقی کامیابی سے دور چلے جاؤ بلکہ ان کامیابیوں کو خدا شناسی کا ایک ذریعہ قرار دو اپنی ہمت اور کوشش پر ناز مت کرو اور مت سمجھو کہ یہ کامیابی ہماری کسی قابلیت اور محنت کا نتیجہ ہے بلکہ یہ سوچو کہ اس رحیم خدا نے جو بھی کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا ہے ہماری محنت کو بار آور کیا۔ اس لئے واجب اور ضروری ہے

کہ ہر کامیابی پر مومن اللہ تعالیٰ کے حضور سجدات شکر بجالائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 98)

پس اپنی کسی قربانی پر نازاں نہیں ہونا چاہیئے۔ تکبر نہ پیدا ہو، فخر نہ پیدا ہو ہر قربانی کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے کہ اس نے کتنا بڑا فضل کیا کہ اس قربانی میں شرکت کرنے کا موقع دے دیا۔ نئی قربانیوں کی طرف جن کا ہم سے مطالبہ کیا جائے قدم آگے بڑھانا ہے پس دعائیں کریں بے حد دعائیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیں انفرادی طور پر بھی اور من حیث القوم بھی حاصل رہے۔ جلسہ سالانہ کے ان مبارک ایام میں ہم میں سے ہر ایک کا سر عاجزی کے ساتھ دعاؤں کے لئے خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکا رہے ہر زبان پر تسبیح ہو اور ہر عورت کے لبوں سے درود کی آواز آرہی ہو۔ روحانی زندگی کے لئے جس میں کوئی کھوٹ نہ ہو بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ ۚ

(الانفال:25)

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو۔ جبکہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنا اور آپ کے بتائے ہوئے لائحہ عمل پر چلتے چلے جانا ہی ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ اس کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کر سکتی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ کے ابتدائی مقاصد جو حضرت مصلح موعود نے ترتیب دیئے ان میں سے ایک ضروری ارشاد حضور کا یہ بھی تھا کہ لجنہ اماء اللہ کی تمام کاروائیاں جماعت میں وحدت کی روح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفہ وقت ہو اس کی تیار کردہ سکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مد نظر رکھ کر ہوں۔ بالفاظ دیگر اپنی عقل سمجھ سے ایک کام کرنے میں وہ برکت اور ثواب حاصل نہیں ہو سکتا جو خلیفہ وقت کی تیار کردہ سکیم کے مطابق اور آپ کی اطاعت میں اس سکیم کو فروغ دینے میں ہو سکتا ہے۔ آئندہ سالوں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو ہدایات دی ہیں ہر لجنہ اماء اللہ کو بحیثیت مجموعی بھی اور ہر احمدی عورت کو انفرادی طور پر بھی عمل کرنا چاہیئے کہ یہ ہدایات ہماری انفرادی روحانی زندگی کے لئے بھی ہیں اور اجتماعی ترقی کے لئے بھی ہیں۔ پچاس سالہ موڑ سے گذر کر جو راستہ ایک نئی منزل کی طرف جاتا ہے اس پر کامیابی سے چلنے اور منزل تک پہنچنے کے لئے ان ہدایات ہر عمل کرنا بے حد ضروری ہے اور ان ہدایات میں سے پہلی ہدایت نماز تہجد کی باقاعدگی اور دعاؤں پر زور دینا ہے۔ انتہائی عاجزی اختیار کرتے ہوئے فنا کا جبہ پہننا ہے۔ دوسرا ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اپنے معاشرہ کو حسین اور حسین تر بنانے کے متعلق پردہ کا ہے۔ پردہ کرنا بھی احکام الٰہی میں سے ایک حکم ہے۔ خدا تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو دانستہ توڑنے والی بہن اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں کر سکتی۔ اس کے فضلوں کو جذب نہیں کر سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

(روحانی خزائن جلد 19- کشتی نوح صفحہ 26)

قرآن پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی طرف توجہ دیں اور لجنات میں قرآن پڑھانے کا انتظام کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہہ فرمادی ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو اس موقع پر میں آپ تک پہنچاتی ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر جس میں آپ نے ہدایت دی ہیں عنقریب شائع کر کے ہر احمدی گھرانہ تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی جب وہ تقریر چھپ جائے تو لجنات کا فرض ہو گا کہ کوشش کریں ہر احمدی گھرانہ میں وہ تقریر پہنچ جائے اور ہر احمدی خاتون جو ناخواندہ ہے ان کو سنا دی جائے۔ تا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہر احمدی خاتون کے کانوں تک پہنچ جائے۔ تیسری چیز جس کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے وہ مُردہ لجنات کو زندہ کرنا اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیم مضبوط کرنا ہے۔ پاکستان میں ساڑھے پانچ سو کے قریب لجنات ہیں۔ جن میں ایک سو لجنات بھی رپورٹیں نہیں بھجواتیں یعنی نام کی لجنہ قائم ہے فعال لجنہ نہیں۔ مرکزی لجنہ سے اس کا تعلق قائم نہیں ہوا جس کے نتیجہ میں وہ نہ ہدایات حاصل کر سکتی ہیں نہ عمل کرتی ہیں۔ اگر یہ لجنات سب کی سب فعال ہوتیں تو ان کی نمائندگان ضرور سالانہ اجتماع کے موقعہ پر آتیں لیکن صرف 143 لجنات کی نمائندگان نے اجتماع میں شرکت کی جن میں سے چھ بیرون پاکستان کی لجنات تھیں جو پاکستان کی بہت سی لجنات سے بہتر کام کر رہی ہیں۔ ان نیم مردہ لجنات میں زندگی کی لہر دوڑانا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا فرض قرار دیا ہے۔ اور اس کے لئے جہاں ہر لجنہ کی عہدہ دار ذمہ دار ہیں وہاں ضلع کے صدر مقام کی لجنہ پر بھی بہت ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ضلع کے دیہات کا دورہ کر کے ان کو بیدار کریں۔

جو بھی ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا دائرہ خدمت وسیع کرنے کی دی ہے ہر احمدی خاتون کو بغیر لحاظ مذہب وملت ہر انسان کی ہر رنگ کی خدمت کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے۔ اور یہ دائرہ خدمت ہر روز پہلے سے وسیع ہو۔ خدمت سے مراد صرف مالی خدمت ہی نہیں جہاں پیسے سے خدمت کر سکتی ہوں وہاں پیسے سے کریں۔ جہاں اپنے ہاتھوں سے کر سکتی ہیں وہاں اپنے ہاتھوں سے کریں۔ ناخواندہ کو اردو لکھنا پڑھنا سکھا کر۔ قرآن مجید پڑھا کر نماز سکھا کر نماز کا ترجمہ سکھا کر ان کی غلط فہمیاں دور کر کے۔ جہالت کے اندھیروں سے نکال کر، رسومات کے پھندوں سے رہا کر کے آپ انسانیت کی بہت بڑی خدمت کر سکتی ہیں۔ آپ کے اردگرد رہنے والیوں کو یہ یقین کامل ہونا چاہئے کہ ہر قدم پر لجنہ اماء اللہ کی ممبرات ان کی راہ نمائی کر کے ان کی صحیح خدمت کر سکتی ہیں۔ اپنا دائرہ وسیع کرتے ہوئے لجنہ اماء اللہ کا مجلہ جو لجنہ اماء اللہ کے پچاس سال گذرنے کی تقریب پر اردو اور انگریزی میں شائع کیا گیا ہے زیادہ سے زیادہ خریدیں اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے دیں تا لجنہ اماء اللہ اور آپ کی خدمات کا تعارف ان کو ہو۔ ان کی غلط فہمیاں دور ہوں اور ان کو معلوم ہو کہ لجنہ اماء اللہ کا قیام انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے ہے۔ جو نہیں پڑھنا چاہیں نہیں پڑھائیں اور علم کے نور سے ان کے دل ودماغ کو منور کریں۔ اسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم بالغاں پر زور دینے بچوں کو دینی تعلیم دینے کے لئے کہانیوں کے رنگ میں نصاب تیار کرانے اور ان کو پڑھانے کی ذمہ داری بھی سونپی ہے۔ یہ ایک وسیع پروگرام ہے جس پر اگر آپ عمل شروع کر دیں تو آپ کے لئے ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”قرآن مجید کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزاسمہ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی۔“

(ازالہ اوہام صفحہ 550 روحانی خزائن جلد 3)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں شرط نہم یہی قرار دی ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنی نوع انسان سے ہمدردی کی تعلیم جماعت کو دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ شر سے پرہیز کرو اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتہ کی طرح ہو جاؤ گے۔

”پھر آپ فرماتے ہیں بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔

اُدْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ

میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا یہ بھی سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 68)

پس اپنی محبت، ہمدردی اور خوش خلقی کا دائرہ وسیع کریں ہر ایک کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہیں جس رنگ میں بھی ممکن ہو۔ ہمارے ملک میں ابھی تک جہالت عام ہے خصوصاً دیہاتی علاقوں میں احمدی خواتین کا فرض ہے۔ عموماً اور لجنات اماء اللہ کی عہدیدار کا خصوصاً کہ ان کو قرآن مجید اور اردو لکھنا پڑھنا سکھانے کے پروگرام بنائیں۔ ان کو دین کے بنیادی اصول سکھائیں۔ ہزاروں گناہ جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں یہ بہت بڑا کام ہے۔ اگر اس سال ہر گاؤں اور ہر قصبہ اور ہر شہر کی لجنہ اس کا آغاز کر دے کہ جہالت کو دور کرنے اور قرآن پڑھانے کا کام منظم طور پر شروع کر دیں تو یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہو گا۔ صرف ضرورت ہے عزم کی اور استقلال سے کام کرنے کی۔ اس کے بعد میں اس طرف توجہ دلاتی ہوں کہ جہاں علمی لحاظ سے خواتین جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہیں، مالی قربانی کے لحاظ سے ان کا مقام بہت بلند ہے وہاں تربیت کے لحاظ سے بھی ہم میں بہت سی خامیاں ہیں اور بہت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور اپنی بعثت کی غرض بیان فرماتے ہوئے آپ لکھتے ہیں۔

"خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔“

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ 206)

اگر واقعی ہم میں سے ہر ایک ایسی ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتی ہے تو یقیناً ہم اپنے عہد بیعت میں سچی ہیں اور پوری اترتی ہیں لیکن اگر ایسا نہیں اور مادی دنیا کی کشش ہمیں دین کے مقابلہ میں زیادہ ہے تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ پس تبدیلی پیدا کریں اپنے اندر تا آپ کی اولاد

اور آپ کی نسلیں اسلام کی خاطر انتہائی قربانی دینے والی ہوں۔ پس ہر ماں کا بھی فرض ہے اور عہدیداران لجنہ اماءاللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے نگرانوں کا بھی کہ بچوں کی تربیت پر زور دیں۔"

یہی آپ کا اس دور میں سب سے بڑا کام ہے۔ ان کو نیک، خدا پرست، خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے محبت کرنے والے اور احکام نبی کے پابند۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر چلنے والے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ کو بشاشت قلب سے قبول کرنے والے اور ہر حکم کی تعمیل کرنے والے، سادہ مزاج، نرم دل مگر دین کے لئے دو دھاری تلوار اور بیحد غیریت دین رکھنے والے بنائیں۔

یہ ہے آپ کا اصل کام اور اگر اس کام میں آپ کامیاب ہو جاتی ہیں تو آئندہ زمانہ کی تاریخ میں یقیناً آپ کا نام سنہری الفاظ میں لکھا جائے گا۔ اور آنے والی نسلیں آپ پر نہایت عقیدت اور محبت کے پھول نچھاور کریں گی۔ خدا کرے اس امتحان میں ہر احمدی خاتون کامیاب ہو۔

میں اس سال چندہ تحریک خاص، لجنہ اماءاللہ کی طرف توجہ دلاتی ہوں جس کی تحریک اپنی بہنوں کے سامنے جلسہ سالانہ 1968ء کے موقع پر ہوئی تھی۔ اس خوشی میں 1972ء میں جبکہ لجنہ اماءاللہ کی طرف سے ایک لاکھ روپے اشاعت قرآن مجید کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ تاریخ لجنہ اماءاللہ پچاس سالہ لکھی جائے گی۔ اور دفتر لجنہ اماءاللہ جس میں نصرت انڈسٹریل سکول اور مہمان خانہ لائبریری وغیرہ کی عمارتیں شامل ہوں گی۔ تعمیر کیا جائے گا۔

سو الحمد للہ ثم الحمد للہ تاریخ لجنہ اماءاللہ کی تین جلدیں مکمل ہو کر طبع ہو چکی ہیں۔ چوتھی جلد جس میں شاخ ہائے پاکستان و بیرون کا تفصیلی تذکرہ کیا جائے گا۔ عنقریب شائع کر دی جائے گی۔ انشاء اللہ عزیز نیز ایک مختصر تاریخ لجنہ اماءاللہ پچاس سالہ حالات پر مشتمل ہو گی۔ ایک جلد انگریزی میں بھی جلد شائع کرانے کا ارادہ ہے۔

سالانہ اجتماع کے موقع پر ایک لاکھ روپے اشاعت قرآن کے لئے لجنہ اماءاللہ کی طرف سے اور ایک لاکھ روپے لجنات انگلستان کی طرف سے (اللہ تعالیٰ ان کی اس عظیم الشان قربانی کو قبول فرمائے اور اس سے بڑھ کر قربانی کی توفیق عطا فرمائے) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ اب تیسری شق یعنی عمارتوں والا کام باقی رہ گیا ہے۔ چندہ تحریک خاص لجنہ اس وقت تک کل 2,68,909 روپے جمع ہوا ہے جس میں سے ایک لاکھ روپے پیش کیا جا چکا ہے۔ عمارات کا سلسلہ شروع کرنے سے قبل روپیہ کی فراہمی کی ضرورت ہے، اس لئے تمام لجنات کو چاہئے کہ سب بہنوں سے ان کے پورے وعدے وصول کرنے کی کوشش کریں۔ لجنہ اماءاللہ کی پچاس سالہ تقریب مسرت کے موقع پر اردو اور انگریزی یادگار باتصویر مجلے بھی شائع کئے گئے ہیں۔ ان کو خریدیں اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے دیں۔ اس طرح لجنہ اماءاللہ کی اس یادگاری تقریب کے نشان کے طور پر ایک بیج بھی لجنہ اماءاللہ نے بنوایا ہے جن بہنوں نے ابھی تک نہیں لیا وہ بھی خریدیں اور لجنہ اماءاللہ کی ہر تقریب میں اسے لگایا کریں۔ مصباح کا سالانہ نمبر بھی ان تقاریر اور مقالہ جات پر مشتمل ہے جو سالانہ اجتماع کے موقع پر پڑھی گئیں۔ اور جو سب کی سب تاریخ لجنہ اماءاللہ کا ایک قیمتی حصہ ہیں اس کو خریدنے کی طرف بھی توجہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمارا یہ جلسہ سالانہ بہت مبارک کرے اور لجنہ اماءاللہ کی ممبرات کو اگلی نصف صدی میں پہلے سے بڑھ کر ایسی قربانیاں دینے اور اشاعت میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ آمین

(الفضل 21 جنوری 1973ء)

حضرت چراغ بی بی صاحبہؓ

والدہ ماجدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت چراغ بی بی صاحبہؓ کا نام ونسب اور علاقہ

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت مائی چراغ بی بی صاحبہ کا خاندان موضع آئمہ ضلع ہوشیار پور میں ایک معزز اور صحیح النسب مغل خاندان تھا۔“

(حیات احمد جلد 1 حصہ دوم صفحہ 217)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

”آپؑ کی والدہ مکرمہ کا نام نامی حضرت بی بی چراغ بی بی تھا۔ اور وہ اپنے نام کی طرح فی الحقیقت دنیا کے لئے چراغ کی طرح روشنی ہی کا موجب ہوئیں۔ کیونکہ جس کے بطن مبارک سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام جیسا عظیم الشان انسان پیدا ہوا جس طرح پر حضرت آمنہ کا نام اللہ تعالیٰ نے ان کے ماں باپ سے اسم با مسمّٰی رکھوا دیا کہ ان کے بطن مبارک سے امن کا بادشاہ پیدا ہو صلّی اللہ علیہ وسلّم جس نے دنیا کو ہر قسم کی تکلیفوں سے نجات اور امن بخشا اسی طرح حضرت مائی چراغ بی بی صاحبہ کے نام میں، آنے والے دنیا کے نور کی بشارت مذکور تھی۔ بہت سے نام دنیا میں رکھے جاتے ہیں مگر ان کو اپنے مسمّٰی سے کچھ بھی نسبت اور تعلق نہیں ہوتا لیکن بعض اسماء ایسے مبارک اور با موقع ہوتے ہیں کہ ان میں وہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو نام سے بظاہر مفہوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت مائی چراغ بی بی صاحبہ ایک ایسے نور کی والدہ مکرمہ بننے کا شرف رکھتی ہیں جس نے دنیا کو روشن کر دیا۔“

(حیات احمد جلد 1 حصہ دوم صفحہ 216-217)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب، حضرت مسیح موعودؑ کے ننہال اور آپؑ کی والدہ ماجدہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”حضرت کے ننہال موضع آئمہ ضلع ہوشیار پور میں تھے۔ یہ ایک مغل خاندان وہاں آباد تھا۔ جو گو اپنی دولت اور تموّل کے لحاظ سے ممتاز نہ تھا مگر شرافت اور نجابت کے لحاظ سے وہ اپنے اقران میں واجب الاحترام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کو دونوں قسم کے امتیاز حاصل تھے وہ ایک حکمران خاندان تھا لیکن باوجود دنیوی حیثیت سے ممتاز ہونے کے اس خاندان نے آئمہ کے خاندان سے رشتہ ناطے کرنے ہی پسند کئے یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آبائی خاندان کی عظمت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے کہ ان کا اخلاق کتنا اعلیٰ اور نقطۂ نظر کتنا وسیع تھا کہ وہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات دولت اور ثروت کے لحاظ سے نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں اپنا عزیز اور جسم و جان سمجھتے تھے۔ اُن کا اُسی طرح احترام کرتے تھے جس طرح اپنے خاندان کے کسی دوسرے ممبر کا۔ یہ تعلقات دیرینہ چلے آتے تھے اور رشتہ داریوں کے لئے یہی خاندان مخصوص تھا۔ اس خاندان کی لڑکیاں

حضرت کے خاندان میں آیا کرتی تھیں اور یہ سلسلہ مرزا سلطان احمد صاحبؒ کی پہلی شادی تک برابر چلا آیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہ شریف خواتین فی الحقیقت اس خاندان کی عظمت کی اہل تھیں۔"

(حیات احمد جلد 1 حصہ سوم صفحہ 438)

حضرت چراغ بی بی صاحبہؓ کی شادی

حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ:

(حضرت) مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی شادی ہوشیارپور ضلع کے ایک گاؤں آئمہ کے مرزا جمعیت بیگ کی بہن (حضرت) چراغ بی بی صاحبہ سے ہوئی تھی۔

(Life of Ahmad p.24 ch.4)

حضرت چراغ بی بی صاحبہؓ کی اولاد

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے بیان فرماتے ہیں:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ پانچ بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑی حضرت صاحب کی وہ ہمشیرہ تھیں جن کی شادی مرزا غلام غوث ہوشیارپوری کے ساتھ ہوئی تھی۔ حضرت صاحب کی یہ ہمشیرہ صاحب رویاء و کشف تھیں، ان کا نام مراد بی بی تھا۔ ان سے چھوٹے مرزا غلام قادر صاحب تھے۔ ان سے چھوٹا ایک لڑکا تھا جو بچپن میں فوت ہو گیا۔ اس سے چھوٹی حضرت صاحب کی وہ ہمشیرہ تھیں جو آپؑ کے ساتھ توام پیدا ہوئی اور جلد فوت ہو گئی، اس کا نام جنت تھا۔ سب سے چھوٹے حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہماری بڑی ہمشیرہ کو ایک دفعہ کسی بزرگ نے خواب میں ایک تعویذ دیا تھا۔ بیدار ہوئیں تو ہاتھ میں بھوج پتر پر لکھی ہوئی سورۃ مریم تھی۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے یہ بھوج پتر دیکھا ہے جو اب تک ہماری بڑی بھاوج صاحبہ یعنی والدہ مرزا رشید احمد صاحب کے پاس محفوظ ہے)"

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ اول روایت نمبر 46 صفحہ نمبر 34)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مرزا صاحب سے بڑے ان کے ایک بھائی مرزا غلام قادر صاحب تھے۔ اور ایک لڑکی جنت نام آپؑ (حضرت اقدسؑ۔ ریسرچ سیل ربوہ) کے ساتھ پیدا ہو کر فوت ہو چکی تھی۔ ایک ہمشیرہ آپؑ کی مسماۃ مراد بیگم نام تھی جو نہایت عبادت گزار اور زاہدہ تھیں۔ ان کے بہت سے عجائب حالات خاندان میں مشہور ہیں۔ اور ان واقعات کے دیکھنے والے ابھی تک موجود ہیں، کہتے ہیں ایک مرتبہ وہ سو کر اٹھیں تو ان کے پائنچوں میں ریت موجود تھی اور وہ تازہ بتازہ بھیگے ہوئے تھے جیسے دریا کا سفر کرنے کے بعد حالت ہو۔

انہوں نے اٹھ کر یہی واقعہ بیان کیا۔ اور ایسا ہی ایک مرتبہ سورۃ مریم لکھی ہوئی ان کو دی گئی۔ مرحومہ عین عنفوان شباب میں بیوہ ہو گئی تھیں اور جب تک زندہ رہیں عبادت و یاد اللہ میں اپنی زندگی گزار دی۔"

(حیات احمد جلد 1 حصہ اول صفحہ 79)

تاریخ احمدیت میں درج ہے:

"بانی سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت چراغ بی بی کے بطن مبارک سے 14 شوال 1250ھ بمطابق 13 فروری 1835ء (بروز جمعہ طلوع فجر کے بعد) قادیان ضلع گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی طرح آپؑ کی پیدائش میں بھی ندرت اور معجزانہ رنگ تھا، کیونکہ آپؑ عالم اسلام کے مشہور صوفی حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی ایک پیشگوئی کے مطابق توام پیدا ہوئے تھے۔ آپؑ پانچ بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑی آپؑ کی ہمشیرہ حضرت مراد بیگمؓ تھیں جو مرزا محمد بیگ کے عقد زوجیت میں آئیں اور بڑی عابدہ اور صاحب رؤیا و کشف خاتون تھیں۔ ان سے چھوٹے مرزا غلام قادر صاحب مرحوم تھے۔ ان سے چھوٹے آپؑ کے ایک اور بھائی تھے جو بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ ان سے چھوٹی حضورؑ کے ساتھ توام پیدا ہونے والی بہن تھیں جن کا نام جنت تھا اور جو بہت جلد فوت ہو گئیں۔ حضرت اقدسؑ کے بھائی بہنوں میں قریب دو دو سال کا تفاوت تھا۔"

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 48-50)

حضرت مولانا عبد الرحیم درد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ:

"(حضرت) مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا پہلا بیٹا شیر خوارگی میں ہی فوت ہو گیا اور اس کے بعد ایک بیٹی پیدا ہوئیں جن کا نام مراد بی بی رکھا گیا۔ وہ ایک بہت تقویٰ شعار خاتون تھیں۔ ان کے بعد مرزا غلام قادر صاحب پیدا ہوئے (آپ کی وفات 1883ء میں 55 سال کی عمر میں ہوئی)۔ ان کے بعد ایک یا دو اور بچے ہوئے لیکن وہ بھی کم عمری میں ہی فوت ہو گئے۔"

(Life of Ahmad p.33-34 ch.4)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے بیان فرماتے ہیں:

"والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے سنا ہوا ہے کہ تمہارے تایا کے بعد تمہارے دادا کے ہاں دو لڑکے پیدا ہو کر فوت ہو گئے تھے اسی لئے میں نے سنا ہے کہ **حضرت صاحب کی ولادت پر آپؑ کے زندہ رہنے کے متعلق بڑی منتیں مانی گئی تھیں** اور گویا ترس ترس کر حضرت صاحب کی پرورش ہوئی تھی۔ اگر تمہارے تایا اور حضرت صاحب کے درمیان کوئی غیر معمولی وقفہ نہ ہوتا یعنی بچے پیدا ہو کر فوت نہ ہوتے تو اس طرح منتیں ماننے اور ترسنے کی کوئی وجہ نہ تھی پس ضرور چند سال کا وقفہ ہوا ہوگا اور مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ شاید پانچ یا سات سال کا وقفہ تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے جہاں تک یاد ہے وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے تمہارے دادا کے ہاں ایک لڑکا ہوا جو فوت ہو گیا پھر تمہاری پھوپھی مراد بی بی ہوئیں پھر تمہارے تایا پیدا ہوئے پھر ایک دو بچے ہوئے جو فوت ہو گئے پھر حضرت صاحب اور جنت توام پیدا ہوئے اور جنت فوت ہو گئی اور والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ تمہاری تائی کہتی

تھیں کہ تمہارے تایا اور حضرت صاحب اوپر تلے کے تھے مگر جب میں نے منتیں ماننے اور ترسنے کا واقعہ سنایا تو انہوں نے اسے تسلیم کیا مگر اصل امر کے متعلق خاموش رہیں۔"

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ اول روایت نمبر 212 صفحہ نمبر 207-208)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب اس بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے اور آپؑ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ ایک لڑکی تھی جن کا نام جنت رکھا گیا تھا۔ وہ چند دنوں کے بعد فوت ہوگئی۔ اور فی الواقعہ جنت ہی میں چلی گئی۔ مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ "میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔"
حضرت مرزا صاحب جمعہ کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے تھے اور پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی بعد میں حضرت مرزا صاحب۔ حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ بھی ہے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش بھی جمعہ ہی کے دن ہوئی تھی۔ اسی مشابہت کے لحاظ سے حضرت مرزا صاحب بھی جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔"

(حیات احمد جلد 1 حصہ اول صفحہ 77-78)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے بیان فرماتے ہیں:

"(حضرت) مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دائی کو بلا کر اس سے شہادت لی تھی کہ آپؑ کی ولادت توام ہوئی تھی اور یہ کہ جو لڑکی آپؑ کے ساتھ پیدا ہوئی تھی وہ پہلے پیدا ہوئی تھی اور اس کے بعد آپؑ پیدا ہوئے تھے اور پھر اس کے تحریری بیان پر اس کے انگوٹھے کا نشان بھی ثبت کروایا تھا اور بعض دوسری بوڑھی عورتوں کی شہادت بھی درج کروائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے کہ آپؑ کی ولادت جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی۔"

(سیرت المہدی جلد 1 حصہ دوم روایت نمبر 364۔ صفحہ نمبر 336)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَسَمِعْتُ اُمِّی تَقُوْلُ لِی مِرَارًا اَنَّ اَیَّامَنَا بُدِّلَتْ مِنْ یَوْمِ وِلَادَتِكَ وَكُنَّا مِنْ قَبْلُ فِی شَدَائِدَ وَ مَصَائِبَ وَذَا اَنْوَاعِ کُرُوْبٍ وَمِحَنٍ فَجَاءَنَا كُلُّ خَیْرٍ بِمَجِیْئِكَ وَاَنْتَ مِنَ الْمُبَارَكِیْنَ "

(آئینہ کمالات اسلام ص 544، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 544)

ترجمہ: "میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے سنا ہے وہ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ تیری پیدائش سے ہمارے دن [فراخی اور کشائش میں] بدل گئے۔ اس سے پہلے ہم شدید تنگی اور مصیبت میں تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں اور تنگیاں ہم پر وارد تھیں لیکن تیرے آنے کے ساتھ ہی طرح طرح کی خیر اور بھلائی نازل ہونے لگی اور تیرا آنا ہمارے لئے بہت ہی مبارک ثابت ہوا۔"

پنجاب میں جہاں حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش ہوئی مہاراجہ رنجیت سنگھ برسراقتدار تھا۔ اس نے 1816-1817ء میں رام گڑھیوں کو شکست دے کر قادیان کی ریاست بھی اپنی علمداری میں شامل کر لی۔

'تاریخ احمدیت' میں ذکر ہے کہ:

"حضرت بانی سلسلہ کی پیدائش سے چند ماہ قبل حضرت مرزا غلام مرتضی صاحب کو قادیان کے ارد گرد کے پانچ گاؤں ان کی خاندانی ریاست میں سے انہیں واپس کر دیئے۔ اس طرح چند ماہ قبل آپؑ کے خاندانی مصائب و مشکلات کے دور کو فراخی اور کشائش میں بدل ڈالا اور آپؑ کے خاندانی مصائب و مشکلات کے دور کو فراخی اور کشائش میں بدل ڈالا اور آپؑ کی پیدائش خاندان کے لئے مادی اعتبار سے بھی باعث صد برکت ثابت ہوئی۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ کی والدہ ماجدہ آپؑ کو مخاطب کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ ہمارے خاندان کے مصیبت کے دن تیری ولادت کے ساتھ پھر گئے اور فراخی میسر آگئی۔ اور اسی لئے وہ آپؑ کی پیدائش کو نہایت مبارک سمجھتی تھیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 50)

حضرت مولانا عبد الرحیم درد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

ترجمہ: "مرزا غلام مرتضی صاحب کا پہلا بیٹا شیر خوارگی میں ہی فوت ہو گیا اور اس کے بعد ایک بیٹی پیدا ہوئیں جن کا نام مراد بی بی رکھا گیا۔ وہ ایک بہت تقویٰ شعار خاتون تھیں۔ ان کے بعد مرزا غلام قادر صاحب پیدا ہوئے (آپ کی وفات 1883ء میں 55 سال کی عمر میں ہوئی)۔ ان کے بعد ایک یا دو اور بچے ہوئے لیکن وہ بھی کم عمری میں ہی فوت ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ (حضرت) چراغ بی بی صاحبہ ایک لمبے عرصہ سے ایک ایسے بیٹے کے لئے دعا مانگ رہی تھیں جو لمبی عمر پائے چنانچہ اس کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب جمعہ کی صبح 13 فروری 1835ء کو پیدا ہوئے۔۔۔۔۔

آپؑ کی پیدائش پر بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ وہ لوگ جنہوں نے بچے کو دیکھا وہ روحانی نور سے متاثر ہوئے جس نے کپڑوں کا احاطہ کیا ہوا تھا، اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے پورے خاندان کو کئی نعمتوں سے نوازا۔"

(Life of Ahmad p.33-34 ch.4)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے بیان فرماتے ہیں:

"حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مائی صاحب جان صاحبہ زوجہ مرزا غلام حیدر صاحب نے دودھ پلایا تھا۔ مرزا غلام حیدر صاحب حضرت صاحب کے حقیقی چاچا تھے۔ مگر جب مرزا نظام الدین صاحب اور ان کے بھائی حضرت صاحب کے مخالف ہو گئے تو مائی صاحب جان بھی مخالف ہو گئی تھیں۔ اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس زمانہ میں وہ اس قدر مخالف تھیں کہ مجھے دیکھ کر وہ چھپ جایا کرتی تھیں اور سامنے نہیں آتی تھیں۔ نیز مجھ سے والدہ صاحبہ عزیزم مرزا رشید احمد نے بیان کیا کہ حضرت صاحب کو ماں کے سوا دوسرے کا دودھ پلانے کی اس لئے ضرورت پیش آئی تھی کہ آپؑ جوڑا پیدا ہوئے تھے اور چونکہ آپؑ کی والدہ صاحبہ کا دودھ دونوں بچوں کے لئے مکتفی نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے مائی صاحب جان نے دودھ پلانا شروع کر دیا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد 1 روایت نمبر 760 ص 696-697)

بچپن میں حضرت اقدس کا والدہ صاحبہ کے ہمراہ ننہال جانا

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صاحب اس بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’بچپن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ اپنے نہال میں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ آئمہ ایک چھوٹا سا قریہ ہے۔ وہاں آپ چڑیاں پکڑا کرتے۔ اور چونکہ سر کنڈا بھی بڑا تیز ہوتا ہے اگر چاقو نہ ملتا تو آپ اس سے ہی اُسے ذبح کر لیتے۔ وہاں کے واقعات اور حالات میں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ چڑیوں کا پکڑنا ایک بہت چھوٹا اور معمولی واقعہ ہے لیکن عظیم الشان ہونے والے آدمیوں کی سیرت میں چھوٹی سے چھوٹی بات بھی آگے چل کر بہت بڑا اثر رکھا کرتی ہے۔ چنانچہ جب آپ خدا کے فضل و رحم سے مامور ہوئے اور خدا تعالیٰ کے کلام وحی سے مشرف ہونے لگے تو خدا تعالیٰ نے بعض کشوف میں آپ کو سفید پرندوں کا پکڑنا بھی دکھایا۔ جو مغربی اقوام کے داخل ِ اسلام ہونے کے متعلق ہے۔ وہ چڑیاں پکڑنا ایک طرح پر پیش خیمہ تھا جیسے بعض انبیاء علیہم السلام میں بکریوں کا چرانا انسانی گلہ بانی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

غرض آپ کے بچپن کے حالات اور واقعات زندگی میں ننہال میں اس واقعہ کا پتہ چلتا ہے۔ خود حضرت نے یہ ذکر کیا تھا اور وہ لوگ جو آئمہ کے بڑے بوڑھے تھے اور جو اس عہد کے واقعات کے دیکھنے اور جاننے والے تھے اس کی شہادت دیتے تھے۔ اور ایک بات جو متفق طور پر آپ کی زندگی میں یہاں اور وہاں پائی جاتی ہے وہ یہ کہ لڑکوں کے ساتھ مل کر کھیلنے کا آپ کو شوق اور عادت نہ تھی بلکہ الگ الگ رہا کرتے تھے۔‘‘

(حیات احمد جلد 1 حصہ سوم صفحہ 439)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بیان فرماتے ہیں:

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کیساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سر کنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 روایت نمبر 51 ص 40)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بیان فرماتے ہیں:

’’بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں والدہ کے ساتھ ہوشیار پور جاتے تھے تو ہوشیار پور کے چوہوں میں پھرا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ضلع ہوشیار پور میں کئی برساتی نالے ہیں جن میں بارش کے وقت پانی بہتا ہے اور ویسے وہ خشک رہتے ہیں۔ یہ نالے گہرے نہیں ہوتے قریباً ارد گرد کے کھیتوں کے ساتھ ہموار ہی ہوتے ہیں۔ ہوشیار پور کا سارا ضلع ان برساتی نالوں سے چھدا پڑا ہے۔ ان نالوں کو پنجابی میں چوہ کہتے ہیں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1 روایت نمبر 252 ص 231)

حضرت مولانا عبد الرحیم دردؓ صاحب اپنی کتاب لائف آف احمد میں تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ: جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ صاحبہ آپ کو کئی مرتبہ اپنے ہمراہ آئمہ، ضلع ہوشیار پور میں اپنے والدین کے پاس لے کر گئیں۔

(Life of Ahmad pg. 34 ch.4)

میدانِ تبلیغ میں
لجنہ اماء اللہ یوکے کی ابتدائی کاوشیں

(سیّدہ ثریا صادق۔ لندن)

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(درِ ثمین)

اللہ تعالیٰ نے امام آخر زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تاوہ دین اسلام کو دوبارہ زندہ کریں اور ان فتنوں کا مقابلہ کیا جاسکے جن سے مسلمانوں کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ گویا دین اسلام دنیا سے اُٹھ گیا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میری روزانہ زندگی کا آرام اسی میں ہے کہ میں اسی کام میں لگا رہوں بلکہ
میں اسکے بغیر جی ہی نہیں سکتا کہ میں اس (یعنی خدا) کا اور اس کے رسول ﷺ کا
اور اس کے کلام کا جلال ظاہر کروں، مجھے کسی کی تکفیر کا اندیشہ نہیں اور نہ کچھ پرواہ۔
میرے لئے یہ بس ہے کہ وہ راضی ہو جس نے مجھے بھیجا ہے"

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 519)

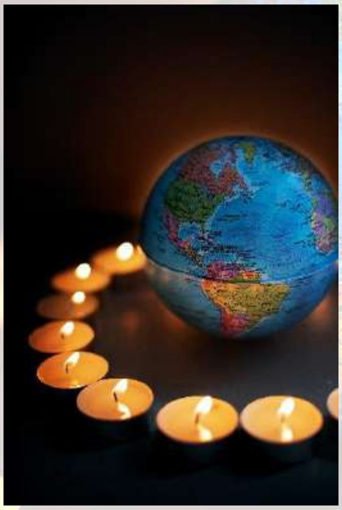

نیز فرمایا کہ مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الحکم مورخہ 27 مارچ و 6 اپریل 1898ء جلد 2 نمبر 5-6 صفحہ 13)

لجنہ اماء اللہ لندن کا قیام 1949ء میں عمل میں آیا۔ ابتداء میں لجنہ کی تعداد صرف گیارہ تھی۔ محترمہ کلثوم باجوہ صاحبہ جو محترم مشتاق احمد باجوہ صاحب امام مسجد لندن کی اہلیہ تھیں صدر لجنہ مقرر کی گئی تھیں۔ جنت ویلز صاحبہ جنرل سیکرٹری، مسز لسٹن صاحبہ سیکرٹری مال اور حمیدہ سٹیڈ فورڈ صاحبہ سیکرٹری خدمت خلق مقرر ہوئیں۔ یہ تینوں خواتین نو احمدی انگریز بہنیں تھیں۔

چھ ماہ بعد محترم مشتاق احمد باجوہ صاحب امام مسجد لندن کو واپس پاکستان جانا پڑا۔ اور اُن کی روانگی کے بعد لجنہ لندن کا کام بند ہو کر رہ گیا۔ اس مختصر عرصہ میں ماہانہ اجلاس ہوتے تھے۔ ایک دفعہ وسیع پیمانہ پر ایک پارٹی کا انتظام بھی کیا گیا۔ جس میں بہت سی غیر مسلم خواتین کو بلایا گیا۔ شہزادی الزبتھ (ملکۂ انگلستان) کو قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ پہلی بار لجنہ اماء اللہ لندن کی طرف سے بھجوایا۔ شہزادی موصوفہ نے اپنے دستخطوں سے شکریہ ادا کیا اور لکھا کہ وہ خواتین جماعت احمدیہ کے اس تحفہ کے انتخاب کو سراہتی ہیں۔

(تاریخ لجنہ، جلد دوم، صفحہ 140-141)

بعد ازاں 1957ء میں بفضل تعالیٰ لجنہ لندن کا احیائے نو عمل میں آیا۔ اس وقت لندن اور اس کے گردونواح میں جو چند احمدی خاندان بستے تھے ان سب کو ملا کر لجنہ کی تعداد تقریباً 35-40 تھی۔ محترمہ سارہ خانم نسیم صاحبہ کو صدر لجنہ مقرر کیا گیا۔ جنرل سیکرٹری محترمہ رشیدہ حامد خان صاحبہ اور سیکرٹری مال محترمہ علیمہ اقبال بیل صاحبہ، جو ایک نو احمدی خاتون تھیں، منتخب کی گئیں۔ ان کی صدارت کے دوران ممبرات لجنہ کا ایک گروپ لیڈی مارگریٹ سکول کی ایک دعوت پر وہاں گیا۔ ایک ممبر نے "اسلام" کے موضوع پر تقریر کی۔ امام صاحب لندن بمعہ اپنی بیگم صاحبہ کے موجود تھے۔ لیڈی مارگریٹ کالج آف آکسفورڈ یونیورسٹی سے 7 طالبات مشن ہاؤس تشریف لائیں۔ مکرم امام صاحب نے "عورتوں کے حقوق" پر تقریر کی۔ اس موقع پر صدر صاحبہ لجنہ بھی موجود تھیں۔ طالبات کی لیڈر نے امام صاحب اور صدر لجنہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور انہیں اپنے گھر مدعو کیا۔ چنانچہ انہوں نے اس دعوت میں شرکت کی۔ اسی طرح Her Excellence بیگم اکرام اللہ کو لجنہ اماء اللہ نے مدعو کیا۔ اس

موقعہ پر ایک ممبر نے "اسلام میں عورت کا مقام" پر تقریر کی۔ صدر صاحبہ نے اسلام کے تعارف پر روشنی ڈالی۔ اس تقریب میں میئرس آف وانڈزورتھ لیڈی سیمس لیڈ (Lady Simslead) بھی مدعو تھیں۔ ممبرات نے اس موقع پر ایک نمائش کا انتظام بھی کیا تھا۔ بیگم اکرام اللہ نے صدر لجنہ کو مبارک باد دی کہ انہوں نے مشرق اور مغرب کے ملاپ میں غیر مسلم خواتین تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا موقع پیدا کیا۔ اس پر انہوں نے جماعت احمدیہ کو خراج عقیدت پیش کیا۔ ایک دوسرے موقع پر پاکستان کے ہائی کمشنر جنرل محمد یوسف خان کی بیگم صاحبہ کے اعزاز میں لجنہ اماء اللہ نے ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا۔

(Review of Religions 1959 p 38)

مارچ 1960ء میں لندن کے مشن ہاؤس میں صدر لجنہ کا الیکشن ہوا اور محترمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ بیگم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب صدر لجنہ لندن منتخب کی گئیں۔ ان دنوں لندن مشن میں اکثر ایسی میٹنگز منعقد ہوتیں جن میں غیر مسلم اور غیر از جماعت لوگوں کو مدعو کیا جاتا۔ اور مختلف موضوعات پر تقاریر کی جاتیں اور مہمانوں کو بھی تقاریر کا موقعہ دیا جاتا۔ لجنہ کی ممبرات بھی ان میٹنگز میں شامل ہوتیں۔ عیدین کے موقع پر بھی مشن ہاؤس لندن میں اردگرد کے ہمسایوں اور دیگر معززین کو عید کے کھانے کی دعوت دی جاتی۔ دعوتوں کے لئے کھانا پکانے کی ذمہ داری خواتین کی ہوتی جو مشن ہاؤس کی بیسمنٹ میں سارا سارا دن ڈیوٹی دیتیں کیونکہ اکثر مہمان شام کی چائے کے بعد ہی رخصت ہوتے۔ اب لجنہ اماء اللہ لندن کی تجنید 51 ممبرات پر مشتمل تھی۔

اگرچہ لجنہ لندن کی عاملہ میں ابھی تک شعبہ تبلیغ قائم نہ تھا۔ ممبرات لجنہ کو مرد حضرات پر ہی انحصار کرنا پڑتا۔ اس طرح اگر کسی میٹنگ یا دعوت میں خواتین مہمان مدعو ہوتیں تو ممبرات لجنہ امام صاحب اور لجنہ کی اجازت سے تبلیغی مجالس میں شریک ہونے کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتیں۔ مرد حضرات تو ہائیڈ پارک، روٹری کلب اور دیگر جگہوں پر جا کر تقاریر کرتے اور احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچاتے اور اس طرح تبلیغی تعلقات بڑھانے کے لئے انہیں بے شمار مواقع میسر ہوتے۔ لیکن خواتین کے لئے یہ تمام ذرائع بہت مشکل بلکہ ناممکن تھے۔

اسی دوران چند ایک ممبرات بہنیں ملازمت (Job) بھی کرنے لگی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ عاجزہ (ثریا صادق) بھی تھی۔ ابتداء میں تو فرم کے تقریباً سبھی لوگ مجھے نہایت ہی بد اخلاق عورت تصور کرتے تھے۔ بلکہ کبھی تو Alien بھی کہہ دیتے تھے جو اس ماڈرن زمانہ میں سکارف پہنتی ہے اور مردوں سے آنکھ ملا کر بات نہیں کرتی میرا نام Ancient scarf woman رکھا گیا۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے سکارف کی وجہ سے اب مجھ پر اعتماد کرنے لگے اور میری عزت کرنے لگے۔ میں نے اپنی پہچان کے لئے منتخب احمدیہ لٹریچر جو صدر صاحبہ لجنہ اور امام صاحب کی وساطت سے مجھے ملے اپنے کام کی میز پر رکھنے شروع کر دئے اور ساتھ میں ایک چھوٹا سا نوٹ بھی لکھ دیتی کہ

'Please take one if you wish , it's free'

کچھ لوگ خود ہی لے جاتے اور کچھ کو توجہ دلانی پڑتی۔ کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ الحمدللہ میرے سکارف اور احمدیہ لٹریچر نے اب مجھے بد اخلاق سے با اخلاق بنا دیا۔ اب اسی فرم کے لوگوں نے میرا نام "The lady with holy scarf" رکھ دیا۔ لوگ میری عزت کرنے لگے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد امام صاحب نے صدر لجنہ کو کچھ رسالے، کتابچے اور مزید لٹریچر بھی بھجوایا تا میں اپنی میز پر رکھ دوں۔ اکثر لوگ ایک کتابچہ پڑھ کر واپس لے آتے اور دوسرا لے جاتے۔ ان میں کئی مرد حضرات اور خواتین جن میں اکثر عیسائی تھے مشن ہاؤس میں امام صاحب کو جا کر ملتے رہتے اور پھر ان مہمانوں میں شامل ہوتے رہے جنہیں مختلف تقریبات اور میٹنگز میں مدعو کیا جاتا تھا۔ اسی طرح کئی بار ان میں سے مختلف خواتین کو مختلف اوقات میں صدر لجنہ کے گھر اور امام صاحب کے گھر بھی چائے پر مدعو کیا جاتا جس میں چند ایک ممبرات لجنہ بھی شامل ہوتیں۔ لجنہ کا تعارف کرایا جاتا۔ پردہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی جاتی اور اسلام میں عورت کے مقام پر گفتگو ہوتی۔

1970ء کے اوائل میں دو انگلش خواتین، مسسز ہنچکلف(Mrs Hinchclif)جو کہ وانڈز ورتھ کیمونٹی ریلیشن کی آگنائزر تھی اور لیڈی چیف انسپکٹر نے لجنہ کی میٹنگ میں بھی آکر خطاب فرمائے۔

(Lajna Central rabwah 1970)

امام صاحب کی ہدایت کے مطابق اب لجنہ کی ماؤں کو اپنے سکولوں میں اساتذہ اور والدین سے بھی رابطہ قائم کرنے تھے۔ چنانچہ یہ پروگرام بنایا گیا کہ پرائمری سکول میں پڑھنے والے بچوں کی مائیں اپنے بچوں کے دوستوں کی ماؤں سے دوستانہ تعلقات اور رابطے قائم کریں۔ اور انہیں اپنے اپنے گھروں میں چائے پر مدعو کریں۔ انکی تقریبات میں تحفوں کا اِنتظام کریں۔ انہیں کرسمس کارڈ بھجوائیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر ماؤں کے سکول کے اساتذہ، طلباء اور ان کی ماؤں سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔

1972ء میں کیمونٹی تعلقات کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ممبرات کو انگلش سکھانے کے لئے ایک women only ہفتہ وار کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ کلاس کی ممبرات کی طرف سے ایک الوداعی پارٹی ان کی ٹیچر جولیہ ٹرہانہ(Julia Trhana)کے اعزاز میں دی گئی۔ مسز مارگریٹ ہنچکلف کو بھی اس پارٹی میں مدعو کیا گیا۔

(Report Central Lajna Rabwah 1972)

اب صدر صاحبہ لجنہ یوکے، ندائے بحری حمید صاحبہ اور اس عاجزہ کے گھر میں بھی غیر مسلم خواتین کو مدعو کرتیں۔ صدر صاحبہ اور میزبان خواتین کے علاوہ دو تین لجنہ کی خواتین بھی مدعو کی جاتیں۔ چائے کے دوران خوشگوار ماحول میں گفتگو ہوتی اور احمدیہ جماعت اور لجنہ کے تعارف کے علاوہ جماعت احمدیہ کی انسانیت کے لئے خدمات کا ذکر بھی آتا۔ مہمان خواتین کے نام اور پتہ جات امام صاحب کو بھجوائے جاتے اور مہمانوں کو مزید معلومات کے لئے مشن ہاؤس کا پتہ دیا جاتا۔ اگرچہ اکثر مہمان خواتین کا تعلق عیسائی مذہب سے تھا لیکن صرف اس قدر کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے اور وہ 25 دسمبر کو اس کی برتھ ڈے کرسمس کی صورت میں مناتے ہیں۔ امام صاحب ان سب کے لئے The Story of Jesus کی چھوٹی سی کتاب تحفتاً بھجواتے۔ اب جب کوئی میٹنگ یا سیمینار مشن ہاؤس میں یا کہیں اور بڑے پیمانے پر منعقد کیا جاتا تو لجنہ کی خواتین کو بھی مہمانوں کو مدعو کرنے کے لئے کہا جاتا۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لندن کے تبلیغی جلسوں میں غیر مسلم اور غیر از جماعت خواتین و حضرات کی شمولیت بڑھتی گئی۔ چنانچہ 1978ء کی بین الاقوامی کسر صلیب کانفرنس کے موقعہ پر مہمان خواتین کی تعداد جو لجنہ کے تعارف سے مدعو کی گئیں 37 تھی۔

متعدد بار ایسا بھی ہوا کہ غیر مسلم خواتین بھی ہمیں اپنے فنکشنز میں مدعو کرتیں۔ ہم 15-10 لجنہ ممبرات مل کر وہاں جاتیں۔ تحفہ بھی لے جاتیں اور جماعت احمدیہ کا لٹریچر بھی اپنے ساتھ لے جاتیں۔ اس طرح اب کئی ادارے مثلاً سکول، کالج، سینیگاگ، مندر اور چرچ وغیرہ بھی ہمیں مدعو کرتے اور ہم جماعت احمدیہ کا لٹریچر اپنے ساتھ لے جاتیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہر دفعہ امام صاحب موقع کی مناسبت سے لٹریچر مہیا کرنے میں ہماری مدد کرتے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ اگر امام صاحب نے کسی غیر مسلم خاتون جس کے ساتھ کوئی مرد نہ ہوتا، کو مدعو کرنا ہوتا تو نیشنل صدر صاحبہ لجنہ سے کہہ دیتے کہ کسی لجنہ ممبر کے گھر میں فلاں خاتون کو مدعو کرلیں اور چند علم دوست ممبرات کو بھی اس میٹنگ میں شامل کرلیں۔ ہلکی پھلکی میٹنگ رکھیں۔ صدر صاحبہ کبھی تو خود اپنے گھر میں یا اس عاجزہ کے گھر میں ایسی میٹنگ رکھ لیتیں۔ جن میں مہمان خواتین کے علاوہ پروین رفیع احمد صاحبہ، طاہرہ بانو چوہدری صاحبہ صدر لجنہ یوکے اور عاجزہ شامل ہوتیں۔

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطاب، جو آپ نے لجنہ اماء اللہ ربوہ کے سالانہ اجتماع پر فرمایا، میں ہدایت فرمائی کہ اب لجنہ اماء اللہ یوکے کو بھی باقاعدہ تبلیغ کا ایک علیحدہ شعبہ قائم کرنا چاہئے۔ حضورؒ کا پیغام ملتے ہی نیشنل صدر صاحبہ لجنہ یوکے نے مجلس عاملہ کی میٹنگ بلائی اور حضورؒ کی ہدایات کے مطابق لجنہ انگلستان کی مجلس عاملہ میں سیکرٹری تبلیغ کا اضافہ کیا۔ ایک تبلیغی کمیٹی بنائی گئی اور حضورؒ کی ہدایات تمام مجالس لجنہ کو بھجوائی گئیں کہ لجنہ کی ہر ممبر جماعت کے لٹریچر کی کتابیں خود خرید کر لائبریریوں اور سکولوں کو بطور عطیہ پیش کرے۔ ان کتابوں میں قرآن کریم کے علاوہ چار مزید کتابیں شامل کی گئیں۔

1. Essence of Islam
2. Muhammad ﷺ the Seal of Prophets
3. Philosophy of the Teaching of Islam
4. Islam and Human Rights

لجنہ کی ممبرات نے اس سکیم کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور سکولوں اور لائبریریوں میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کتابیں بطور عطیہ پیش کرنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر بھی اپنے اپنے علاقوں میں گھر گھر تقسیم کیا۔

ممبرات لجنہ کو تبلیغ کے میدان میں اترنے کے لئے سکیم کے مطابق باقاعدہ اپنے ہمسایوں، دوستوں اور اساتذہ کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ نیز ممبرات کی توجہ دعا کی طرف مبذول کروائی گئی کہ تبلیغ کے میدان میں دُعا ہی سب سے بڑا حربہ ہوتا ہے۔ دُعا سے ہی دل کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور دُعا ہی دلوں کے قُفل کو کھولتی ہے۔ ہمارا کام صرف تبلیغ کرنا اور دُعا کرنا ہے۔ دلوں کو کھولنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دُعا کی طاقت نہ ہو تو کامیابی کا حصول ناممکن ہے۔

ایک موقع پر ہڈرزفیلڈ جماعت نے 30 عیسائی خواتین کو مشن ہاؤس میں تبلیغی گفتگو کے لئے چائے پر مدعو کیا اور اس طرح یہ چائے پر مدعو کرنے کی تبلیغی پارٹیز اور میٹنگز برطانیہ کے شہروں اور قصبوں میں بے حد مقبول ہونے لگیں۔ الحمد للہ

جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عِنایاتِ یار سے

مَیں ایک میٹنگ کا ذکر خصوصی طور پر ضرور کرنا چاہوں گی۔ اس انٹرویو نما میٹنگ میں میری کینی (Mary Kenney)، جو مہمانِ خصوصی تھیں، کو مدعو کیا گیا تھا۔

میری کینی صاحبہ ایک جرنلسٹ تھیں اور برطانیہ کے مشہور اخباروں میں columns لکھتی تھیں۔ اس مذکورہ میٹنگ سے پہلے انہوں نے اپنے ایک کالم میں "اسلام کا عورتوں سے برا سلوک" کی سرخی سے ایک کالم لکھا تھا۔ ہماری ایک نَو احمدی بہن قدسیہ وارڈ صاحبہ نے جب یہ کالم پڑھا تو خط کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی کہ انہیں اسلام کے بارے میں اپنے تعصب کو ختم کرنا چاہیے۔ اس پر جرنلسٹ میری کینی صاحبہ نے قدسیہ وارڈ صاحبہ سے ملاقات کی درخواست کی۔ جسے قدسیہ وارڈ صاحبہ نے بخوشی قبول کیا۔

چنانچہ قدسیہ وارڈ صاحبہ نے نیشنل صدر صاحبہ سے رابطہ قائم کیا اور درخواست کی کہ اگر کسی ایسی جگہ میٹنگ کا انتظام ہو سکے جہاں جرنلسٹ میری کینی صاحبہ کو مدعو کیا جاسکے تا ان کی غلط فہمیاں اور تعصب دور ہوں جو انہوں نے اسلامی تعلیم کی طرف منسوب کیے ہیں۔

محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ نے فون کے ذریعہ مجھ سے دریافت کیا کہ اگر ممکن ہو تو اس عاجزہ کے گھر یہ تبلیغی میٹنگ رکھی جائے؟ میں نے بخوشی حامی بھرلی۔ صدر صاحبہ نے مزید پانچ ممبرات لجنہ کا انتخاب خود ہی کیا اور مجھے ان ممبرات کی اطلاع دی جو قدسیہ وارڈ صاحبہ، میری کینی صاحبہ اور اس خاکسار کے علاوہ اس میٹنگ میں شامل ہوں گی۔ یہ ممبرات پروین رفیع صاحبہ، حامدہ فاروقی صاحبہ، سیدہ نیلوفر صاحبہ، فاخرہ سفیر صاحبہ اور سیّدہ شاہینہ صادق صاحبہ تھیں۔ یہ میٹنگ تقریباً چار گھنٹے جاری رہی۔

جرنلسٹ میری کینی (Mary Kenney) صاحبہ اس انٹرویو سے بہت متاثر ہوئیں۔ اور بخوشی جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا پیک، جو ان کے لئے تیار کیا گیا تھا، قبول کیا۔ اور وعدہ کیا کہ وہ اسے پڑھنے کی کوشش بھی کریں گی۔ اس سے قبل جو کالم انہوں نے "اسلام کا عورتوں سے بُرا سلوک" کے بارہ میں لکھا تھا اس کے حوالے سے اپنی لاعلمی کی وجہ سے عذر خواہی کا بھی اظہار کیا۔ لندن میں شائع ہونے والے مشہور "سنڈے ٹیلی گراف" نے بھی میری کینی صاحبہ کی تصویر کے ساتھ ہمارے اس انٹرویو کو 9 فروری 1986ء میں When Left and Righteous Unite یعنی جب بائیں بازو اور راستباز متحد ہوں' کی سُرخی سے شائع کیا۔

سنڈے ٹیلیگراف 9 فروری 1986ء

ترجمہ:-

مغرب میں یہ ایک عام تاثر پایا جاتا ہے کہ اسلام عورتوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے۔ یہ بات سچ نہیں ہے، یہ اُن مسلمان عورتوں کا کہنا ہے جو مجھے لکھتی رہتی ہیں۔ جب ایک نو مبائعہ خاتون مسز ولیہ وارڈ نے مجھے یہ لکھا کہ میں اس بارے میں اپنے تعصب کو صحیح کروں تو میں نے ان سے ملاقات کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے میری خواہش پر اس سے بھی بہتر انتظام کیا۔ وہ اپنے ساتھ اپنی جماعت کی کچھ اور خواتین کو لے کر آئیں۔ اور اس طرح پچھلے ہفتے وانڈز ورتھ (لندن) کے ایک کمرے میں، جہاں ولیہ، ثریا، پروین، حامدہ، فاخرہ، نیلوفر اور شاہینہ پہلے سے موجود تھیں، میں پہنچی۔

ولیہ قدسیہ وارڈ جو پہلے عیسائی تھیں اور اُن کا نام ویلری جوئیس تھا۔ برمنگھم کے ایک عام انگریز عیسائی والدین کی جوان بیٹی تھیں۔ آپ کی تربیت خالص عیسائی مذہب پر ہوئی۔ بے حد انکساری اور عاجزانہ مزاج کی مالک ہیں۔ پیشہ کے لحاظ سے استانی یا معلّمہ ہیں۔ 22 سال کی عمر میں آپ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو گئیں۔ آپ کے ساتھ ہی یارک شائر میں پیدا ہونے والا اور پرورش پانے والا آپ کا خاوند بھی مسلمان ہو گیا۔ اور اب ان کے تینوں بچے بھی اسی عقیدہ پر پرورش پا رہے ہیں۔

ولیہ کہتی ہیں کہ 1971ء سے جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں مجھے کسی ایک لمحے بھی اس بات پر افسوس نہیں ہوا۔ اسلام کا مطلب "امن" ہے یہ ایک فطری مذہب ہے۔ اس میں کسی قسم کے بھی شبہات نہیں ہیں۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے جس کی بنیاد قرآن کریم کی تعلیمات کی پیروی کرنا اور آنحضرت ﷺ کے قول و فعل کی اطاعت کرنا ہے۔ دوسری تمام ممبرات جو وہاں موجود تھیں پاکستان سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہوں نے اپنا روایتی لباس شلوار قمیض اور دوپٹہ پہنا ہوا تھا۔ انتہائی سنجیدہ، پُروقار اور عاجزانہ طبیعت کی مالک تھیں۔

دو بچیوں نیلوفر اور شاہینہ کے علاوہ تمام عورتیں شادی شدہ تھیں یہ دونوں بچیاں اپنے والدین کی خواہش کے مطابق اپنی شادی کے رشتے قبول کرنے کے لئے راضی ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنے والدین پر مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے۔ یہ بات نیلوفر نے بتائی جس کی عمر 23 سال ہے اور ہیمر سمتھ سکول میں بیالوجی اور نیچرل سائنسز پڑھاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ "ہمیں اپنے والدین پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنی بچیوں کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں گے۔"

شادی مذہب اسلام میں لازمی (سنّتِ رسول ﷺ) ہے۔ اس میں کنوارہ رہنے یا غیر شادی شدہ رہنے کا کوئی مقام نہیں۔ لیکن طلاق لینے میں آزادی ہے۔ جس میں عورت کو فوری مالی معاونت کا حق دیا گیا ہے۔ ثریا نے مسکراتے ہوئے بتایا کہ "اس معاملے کو لمبی مدت کے لئے لٹکایا نہیں جاتا۔ طلاق کا دور تین حیض آنے کی مدت تک ہوتا ہے۔ یہ نظریہ کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ بلکہ یہ ایک مدت ہے جس میں دونوں فریقوں کو ٹھنڈے دل اور سکون سے سوچنے کا وقت مل جاتا ہے۔ نیز حمل کی حالت بھی واضح ہو جاتی ہے۔ (کوئی بہانہ بازی نہیں)۔ لیکن اگر طلاق آپس کی مرضی سے ہو، پھر بھی بدکاری کو سختی سے ملحوظِ خاطر رکھا جاتا ہے۔" رپورٹیں کیا کہتی ہیں؟" میں نے وضاحت چاہی کہ "آج بھی مشرق وسطیٰ میں زناکاری کی وجہ سے عورتوں کو پھانسی دی جاتی ہے؟" "یہ درست نہیں" حامدہ

Sunday Telegraph
February 9, 1986

Page 11

MARY KENNY'S WEEK

When Left and righteous unite

I HAVE always suspected it. Mary Whitehouse and the militant feminists are sisters under the skin.

The most recent utterances of Left-wing feminist MP Clare Short on the subject of porn control could hardly have been bettered by Mrs Whitehouse herself.

Ms Short is, it seems, anxious to ban photographs of topless or naked young girls from certain tabloid newspapers. She wants the Obscene Publications Amendment Bill to cover "Page Three" girls—cover being the apposite word.

And if she does not get the topless ladies included in Winston Churchill's Bill—which is mainly aimed at bringing the obscenity law for TV into line with that for the printed word—she may bring forward her own 10-minute Bill, in an effort to "outlaw showing pictures of partially naked or naked women in mass circulation newspapers."

Clean up the filth! Spoken like a true-blue Whitehousian! Superficially, of course, the feminists and the morality campaigners loathe one another. The feminists consider the morality folk "Right-wing," and the Whitehouse followers regard the feminists as "anti-family." But historically, their shared roots are deeper than they realise.

In the 19th century, feminists were crusading moralists:

All the women are married, but for the two youngest, Neeofer and Shaheena. Both will have arranged marriages, and accept that totally.

"You accept it because you trust your parents," says Shaheena, who is, aged 23, already betrothed, and teaches biology and natural sciences in a Hammersmith school. "You know that your parents would not act against your interests."

Marriage is more or less compulsory in Islam — there is no place for the celibate or the single person — but divorce has always been relatively liberal, with financial arrangements that favour women. Quick, too.

"None of this banging on for years," says Soyraya, a smiling woman in her forties. Divorce is conducted over three menstrual cycles (thus the idea, "I divorce thee, I divorce thee, I divorce thee"). This is literally a cooling-off period (no pun intended) and clarifies the question of pregnancy.

But if divorce is liberal, adultery is very strictly regarded. What about the reports, I ask, of women in the Middle East still being executed for adultery? "This is not correct," says Hamdah, who looks like a young Sophia Loren, and wears a brilliant cluster of diamonds as a nose-jewel. "The correct punishment for adultery is only flogging. In Islam we like to nip these things in the bud, you see!"

Josephine Butler campaigned against vice in conjunction with women's rights, the Salvation Army's Catherine Booth combined suffragette sympathies with religious teetotalism, and Christabel Pankhurst was just as agitated about venereal disease as she was about the vote.

In crusading against topless models, Clare Short draws on a long and noble tradition.

IT IS a general impression in the West that Islam treats women badly. Not true, say Islamic women who write to me. So when Mrs Walliya Ward, an Englishwoman who has converted to Islam, asked me to straighten out my prejudices on this, I asked to meet her.

She did better—she brought along a group of women in her community. Thus last week I found myself in a Wandsworth living-room surrounded by Walliya, Soraya, Parvin, Hamdah, Fakhra, Neeofer and Shaheena.

Walliya Kudisia Ward was christened Valerie Joyce—a Bimingham girl with a normal English upbringing and Baptist parents. A down-to-earth person, she became a teacher, and at the age of 22 converted to Islam. Her husband, Yorkshire born and bred, also became Muslim and their three children are growing up in the same faith.

Since she converted, Walliya says, she has never had a moment's regret—and that was in 1971. "Islam means peace. It is the natural religion. It is the religion of reason— there are no superstitions in it." It is a religion based on knowledge of the Koran, on study, and on following the Holy Prophet, Mohammed.

The other women present are all originally from Pakistan. They are quiet, serious, graceful, modest, dressed in the *shalwar-kameez* (the traditional trouser-suit) and veil.

Birth control and abortion are permitted for the woman's health, but not for breaching the laws of chastity, and not for greed. "If you think that Allah will not provide, that is lacking trust in Allah," says Walliya.

Men and women do not mix socially, or, of course, at the mosque. When women are menstruating, they do not pray, and they sit silently at the back in the mosque. Far from this being a discrimination against a woman, it is explained, it is to ease her life during these times. And indeed, perhaps there is something to be said for conducting a menstrual taboo so openly that everyone must be more considerate to women in purdah.

"It is a very relaxed way of life," says Walliya. But also a studious one. Every Friday they visit the mosque and, besides praying, they study the Koran with their leader and teacher. "The Koran has everything," says Soraya. "It has all wisdom—and it predicts everything. It predicts that man will journey in space. It predicts Aids, too. This is why homosexual behaviour is forbidden—because it willl bring bad health."

Parvin, the grandmother of the group, outlined four qualities a man looks for in a wife. "Good family. Wealth. Personal attractions. And piety. But most of all piety." And the qualities for a husband? "Education or wealth, family background, sense of responsibility for his family, piety. And above all piety." If a man is pious, he will be a good husband.

"Have you never felt the faintest urge of curiosity to taste alcohol—just to know what the flavour of whisky or wine is?" I asked the women, who smiled in return. "Have you never had the slightest urge, just out of curiosity, to taste dog food?" responded Soraya.

نے جواب دیا جو ایک جوان صوفیہ لورین (Sophia Loren) نظر آ رہی تھی اور جنہوں نے ایک خوبصورت چمکتا ہوا ہیرے کا لونگ اپنی ناک میں پہنا ہوا تھا، نے وضاحت کی۔ "اسلام میں زناکاری کی سزا صرف کوڑے لگانا ہے۔ اس کا اصل مقصد برائی کو جڑھ سے ہی ختم کرنا ہوتا ہے"۔

MEETING FOR WOMEN

A MEETING on Monday, April 6th should give Wandsworth women a unique opportunity to discuss "the existence of God as other religions envisage the Deity.

The meeting — for women only — has been organised by Mrs. Surayya Sadiq of the Ahmadiyya Women's Association and will be chaired by the Mayoress of Wandsworth Mrs. Jessiman.

Speakers are a former missionary to China and Burma Miss F. E. Berry representing Christianity, Mrs. Pushpa Bhargav, joint secretary of the Hindu Cultural Society, Sikh Mrs. Ranjeet Kaur Dhanjal, rabbi's wife Mrs. Gilla Rosen and Mrs. Hamida Farooqi representing Islam.

The meeting will be at the Open Door Community Centre in Beaumont Road, Wimbledon Park and runs between 2—4 p.m. Lunch will be served at 1 p.m.

Anybody interested in attending should contact Mrs Sadiq on 874 7548.

Wandsworth Boro News - 27th March

Seminar 6th April 1987.

"برتھ کنٹرول یا اسقاطِ حمل کی عورت کی صحت کے مطابق اجازت ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ پاکدامنی کے اصول کو توڑا جائے۔ یا کسی لالچ کی وجہ سے۔ اگر آپ سوچتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ رازق نہیں تو یہ اللہ تعالیٰ پر توکل نہ کرنا ہے"۔ ولیہ نے کہا۔

مرد اور عورت سماجی طور پر اکٹھے نہیں ہوتے۔ مسجدوں میں عبادت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ حائضہ عورتیں نماز نہیں پڑھتیں، خاموشی سے پیچھے بیٹھ جاتی ہیں۔ چنانچہ حیض کے دوران بھی عورتوں کے لئے آسانی پیدا کی جاتی ہے۔ نہ کہ عورتوں اور مردوں میں تفریق۔ کھلا میل جول جو عورت کے تقدس کو پامال کرے اس سے بہتر ہے کہ وہ پردے میں رہے اور اپنی عزت اور پاکدامنی کی حفاظت کرے۔

ولیہ کہتی ہیں کہ "یہ نہایت ہی پُرسکون طرز زندگی کا نظریہ ہے۔ اور غور کرنے کے لائق بھی۔ اس کے باوجود وہ جمعہ کے روز مسجد جاتی ہیں۔ نماز کی ادائیگی کے علاوہ وہ اپنی صدر یا معلّمہ سے قرآن سیکھتی ہیں۔"

ثریا کہتی ہیں کہ " قرآن میں ہر قسم کا علم ہے۔ اس میں ہر قسم کی دانائی اور حکمت کی باتیں ہیں۔ اس میں پیشگوئیاں ہیں کہ انسان خلاء میں سفر کرے گا۔ اس میں ایڈز کی بھی پیشگوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم جنسی سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ صحت کو برباد کرتی ہے "۔

پروین جو اس گروپ میں نانی کی حثیت رکھتی تھیں نے بتایا کہ " ایک مرد اپنی بیوی میں چار خوبیاں دیکھنا چاہتا ہے۔ اچھا خاندان، دولت، ذاتی کشش اور نیک سیرت۔ لیکن سب سے بڑھ کر نیک سیرت کو فوقیت دی جاتی ہے "۔ اور مرد کی خوبیوں میں " میں نے وضاحت چاہی"۔ تعلیم یا دولت، خاندانی پسِ منظر، اپنے خاندان کی کفالت کی ذمہ داری اور سب سے بڑھ کر نیک سیرت۔ اگر مرد نیک فطرت ہو گا تو وہ اچھا شوہر بھی ہو گا۔

"کیا آپ کو کبھی یہ خواہش نہیں ہوئی کہ شراب کا ذائقہ چکھ کر دیکھیں کہ وسکی اور شراب کی خوشبو کیسی ہے، مزا کیسا ہے؟ صرف چکھنے کے طور پر ہی سہی؟ میں نے عورتوں سے پوچھا تو جواباً سب مسکرا دیں۔ ثریا نے متوجہ کیا اور کہا "کیا آپ نے کبھی ذائقہ چکھنے کے لئے کتوں کی خوراک کو چکھا ہے؟

(Lajna UK Report 1986)

6اپریل1987ء کو نیشنل لجنہ کے تحت "اوپن ڈور کمیونٹی سینٹر لندن" میں جلسہ پیشوایان مذاہب کے موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں لندن کے گردونواح کی مختلف مذاہب کی خواتین کو یہ اہم موقع بہم پہنچایا گیا کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی صداقت کے حوالہ سے ہستی باری تعالیٰ پر گفتگو کر سکیں۔ سیمینار کا آغاز قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے کیا گیا۔ مقررات میں چین اور جاپان کی سابقہ مشنری مس ای۔ ایف ہیری صاحبہ نے عیسائیت کی نمائندگی کی۔ مسز پشپا بھارگے صاحبہ جو ہندو معاشرہ کی ثقافتی جوائنٹ سیکرٹری تھیں نے ہندوازم کی۔ سکھ ازم کی نمائندگی مسز رنجیت کور دھجال صاحبہ نے کی۔ یہودی مذہب کی نمائندگی رہبائی (Rabbi) مس جیلاروزن صاحبہ نے کی۔ اور اسلام کی نمائندگی مسز حامدہ فاروقی صاحبہ نے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی حرم حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ بھی اس جلسہ میں شامل تھیں۔ لیکن حضور کی ہدایات کے مطابق صدارت کے فرائض میئرس آف وانڈزور تھ Mrs Mary Jesseyman نے انجام دیے۔ جس میں دعوت الیٰ اللہ اور قرآنِ کریم کے حوالہ سے مہمانوں کے لئے لٹریچر مہیا کیا گیا تھا۔ جسے مہمان خواتین خاص دلچسپی سے اپنے ساتھ لے گئیں۔ جلسہ کا اختتام دعا پر کیا گیا۔ جس کے بعد مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ مہمانوں کی تعداد 47 تھی۔ نیشنل لجنہ کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے خاص فضل سے یہ سیمینار منعقد کرنے کی توفیق دی۔ الحمد للہ

ویسے بھی حضورؒ کی پاکستان سے لندن ہجرت کے بعد دنیا بھر کی جماعتوں میں دعوت الی اللہ کے لئے بیداری پیدا ہو چکی تھی۔ جماعت کا ہر فرد تبلیغ کے نغمے گا رہا تھا۔ کروڑوں احمدی مسلمان تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ نیشنل لجنہ کے علاوہ مقامی مجالس میں بھی سیمینار، سیمپوزیم اور مجالس سوال و جواب کے انعقاد شروع ہو چکے تھے۔

الغرض وہ الہام جو خدا تعالیٰ نے مسیح الزمان علیہ السلام پر اتارا کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اس زمانہ میں کس طرح پورا کر کے دکھایا کہ نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ نہ ہی کسی کے ذہن میں دنیا کے کناروں تک پہنچنے کا کوئی تصور تھا اور نہ ہی تدبیر۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے تبلیغ اسلام کے لئے کائنات کے ایسے بے شمار دریچے کھول دیے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

MTA کی برقی لہروں کے ذریعہ دنیا کے کناروں تک احمدیت کے پیغام پہنچائے جانے لگے۔ خلافت سے جڑے ہوئے تمام افراد اور بچے کس چاہت سے رضاکارانہ طور پر دن رات MTA میں کام کرتے نظر آتے ہیں۔ لجنہ اماء اللہ یو کے کی ممبرات بھی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنے پیارے امام کی ہدایات کے مطابق تبلیغ کے ہر شعبہ میں پوری دلجمعی اور قربانی سے پیغام خلافت ہر فرد تک پہنچانے کی کوشش میں سرگرداں ہیں۔ اب تو قلمی جہاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے میڈیا کے ذریعہ نہایت ترقی دی ہے۔ چنانچہ مرکزی طور پر لٹریچر اور لیف لٹس کی تیاری اور ترسیل کا نظام قائم ہے۔ اور یہ جہاد نئے زاویوں سے ترقی کے مراحل تیزی سے طے کر رہا ہے۔ الغرض وہ روحانی مائدہ جو آسمان سے اترتا ہے۔ اب خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ سارے جہان میں تقسیم ہو رہا ہے۔

قُدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

(اشتہار اعلان مطبوعہ ریاض ہند امر تسر۔22/مارچ1886ء)

پیارے دادا جان
حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ
کی قیمتی نصائح

(امتہ الحکیم عائشہ، لندن)

یہ 1963ء کی بات ہے جب میں نے ایف اے کا امتحان دینا تھا۔ کالج میں رواج تھا کہ طالبات الوداعی پارٹی کے روز اپنی اساتذہ سے آٹو گراف بُک پر کچھ لکھ کر دینے کی فرمائش کرتی تھیں جو پوری کر دی جاتی تھی۔ جس روز ہماری الوداعی پارٹی تھی میں نے بھی آٹو گراف بُک خریدی اور اساتذہ سے کچھ لکھنے کی فرمائش کی جو اُنہوں نے پوری کر دی۔

جب گھر واپس آئی تو دادا جان قصرِ خلافت سے گھر آئے ہوئے تھے۔ میں نے دادا جان کو آٹو گراف بُک دیتے ہوئے فرمائش کر دی کہ اس پر کچھ لکھ دیں۔ اُنہوں نے میری فرمائش پوری کر دی۔ چند روز بعد اُنہوں نے مجھے ایک کاپی دی جو اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے بنائی تھی یعنی سوئی دھاگے سے سی کر بنائی تھی۔ اُس میں بڑی قیمتی نصائح لکھی ہوئی تھیں ۔مَیں یہ نصائح آپ کے ساتھ شئیر کرنا چاہتی ہوں۔

کاپی۔ امتہ الحکیم عائشہ بیگم
جس میں ضروری نصیحتیں اور سبق آموز باتیں لکھی گئی ہیں

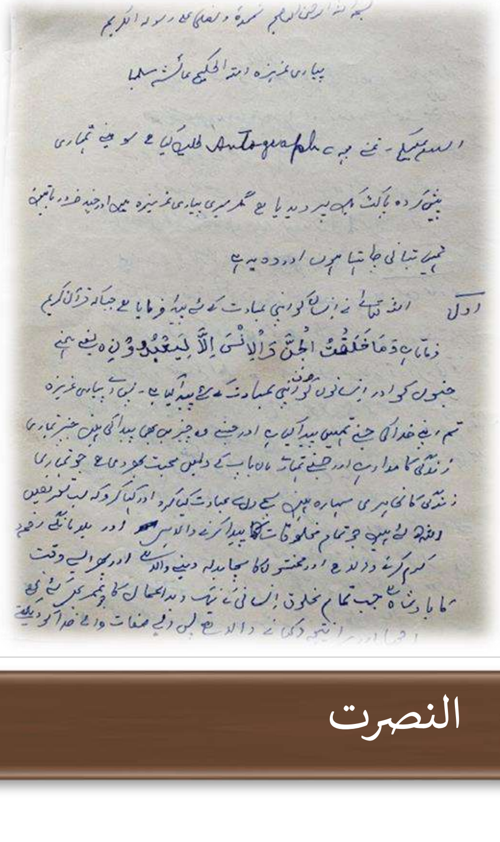

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیاری عزیزہ امتہ الحکیم عائشہ سلمہا

السلام علیکم۔ تم نے مجھ سے Autograph طلب کیا ہے سو میں نے تمہاری پیش کردہ پاکٹ بُک پر دیدیا ہے مگر میری پیاری عزیزہ میں اور چند ضروری باتیں تمہیں بتانی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

اوّل اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔ یعنی ہم نے جنّوں کو اور

انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس اے عزیزہ! تم نے اپنے خدا کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور جس نے وہ چیزیں بھی پیدا کی ہیں جن پر تمہاری زندگی کا مدار ہے اور جس نے تمہارے ماں باپ کے دل میں محبت بھر دی ہے جو تمہاری زندگی کا ظاہری سہارا ہیں۔ سچے دل سے عبادت کیا کرو اور کہا کرو کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور بلا مانگے رحم و کرم کرنے والا ہے اور محنتوں کا سچا بدلہ دینے والا ہے اور پھر ایسے وقت کا بادشاہ ہے جب تمام مخلوقِ انسانی کے نیک و بد اعمال کا عمر بھر کے لئے اچھا اور بُرا نتیجہ دکھانے والا ہے پس ایسے صفات والے خدا کو دیکھتے ہوئے بے اختیار کہا کرو ہم تیری ہی عبادت کا دم بھرتے ہیں اور اُمید وار نعمت بنتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں کہ مجھ سے وہ غلطیاں نہ سرزد ہوں کہ جن کی وجہ سے تیرے غضب کے نیچے آجائیں اور ایسی غلطیاں نہ ہوں جائیں کہ گمراہ کن عقیدہ کے حامل ہوتے ہوئے شیطان بن جائیں۔

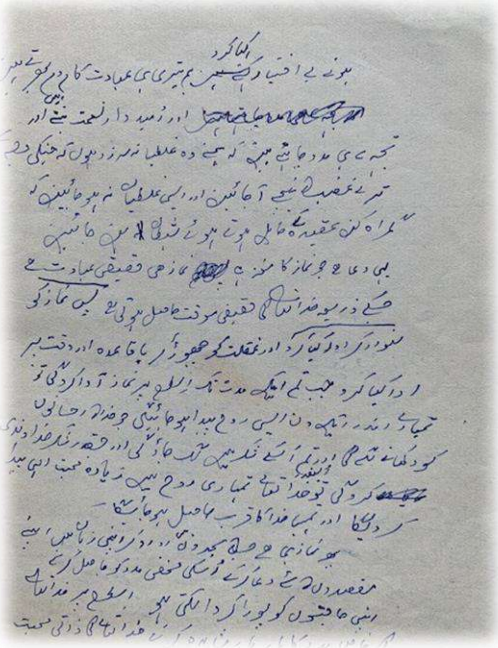

یہی دعا ہے جو نماز کا مغز ہے نماز ہی حقیقی عبادت ہے جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی حقیقی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ پس نماز کو سنوار کر ادا کیا کرو اور غفلت کو چھوڑ کر باقاعدہ اور وقت پر ادا کیا کرو۔ جب تم ایک مدت تک اس طرح پر نماز ادا کرو گی تو تمہارے اندر ایک دن ایسی روح پیدا ہو جائیگی جو خدا کے احسانوں کو دکھانے لگے گی اور تم اُس کے شکر میں لگ جاؤ گی اور جس قدر شکرِ خداوندی کرو گی تو خدا تعالیٰ تمہاری روح میں زیادہ محبتِ الٰہی پیدا کر دیگا اور تمہیں خدا کا قُرب حاصل ہو جائیگا۔

پھر نماز ہی ہے جس کے سجدوں میں رو رو کر اپنی زبان میں اپنے مقصدوں کے لئے دعا کر کے اُس کی مخفی مدد کو حاصل کر کے اپنی حاجتوں کو پورا کروا سکتی ہو۔ اس طرح پر خدا تعالیٰ کی خاص مدد کا بار بار مشاہدہ کر کے خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت میں ترقی کر جاؤ گی اور ایک دن خدا تعالیٰ کی رضا کا انعام پالو گی اور تم خدا تعالیٰ سے پورے طور پر راضی ہو جاؤ گی۔

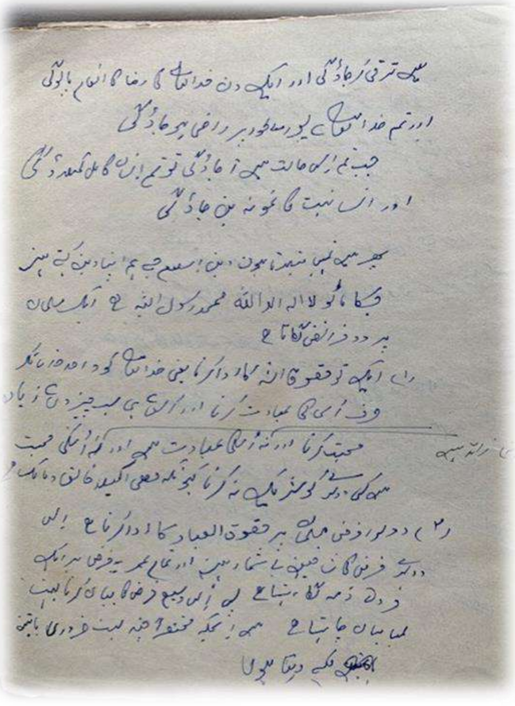

جب تم اس حالت میں آجاؤ گی تو تم انسان کامل کہلاؤ گی اور انسانیت کا نمونہ بن جاؤ گی۔

پھر میں تمہیں بتلاتا ہوں دینِ اسلام جسے ہم اپنا دین کہتے ہیں جس کا ماٹو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے ایک مسلمان پر **دو فرائض** لگاتا ہے۔

1- ایک تو حقوق اللہ کا ادا کرنا یعنی خدا تعالیٰ کو واحد خدا مان کر صرف اس کی عبادت کرنا اور اُس سے ہی سب چیزوں سے زیادہ محبت کرنا اور نہ اُس کی عبادت میں اور نہ اُس کی محبت میں، کسی دوسرے کو شریک نہ کرنا کیونکہ وہی اکیلا خالق اور مالک ہے۔

2- دوسرا فرض مسلمان پر حقوق العباد کا ادا کرنا ہے۔ اِس دوسرے فرض کی شاخیں بے شمار ہیں اور تمام عمر یہ فرض ہر ایک فرد کے ذمہ لگا رہتا ہے پس اِس وسیع فرض کا بیان کرنا بہت لمبا بیان چاہتا ہے میں اس جگہ مختصراً چند بہت ضروری باتیں لکھ دیتا ہوں:

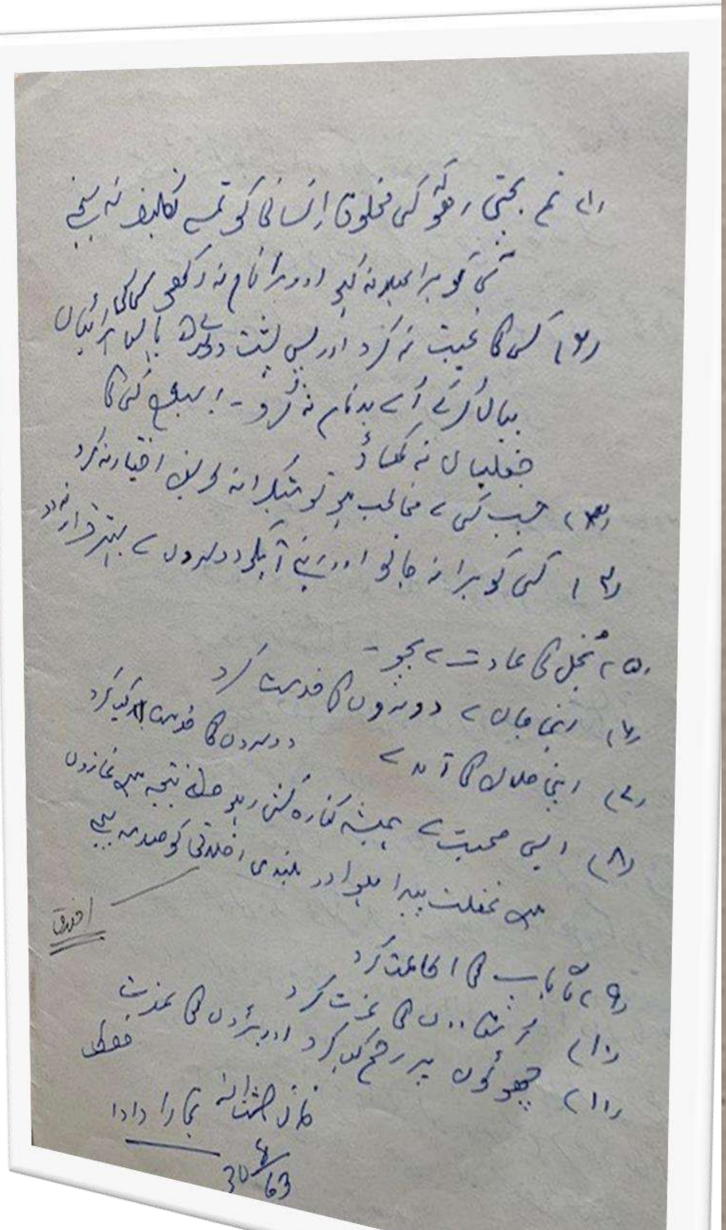

1. تم بچتی رہو کہ کسی مخلوقِ اِنسانی کو تم سے تکلیف نہ پہنچے کسی کو بُرا بھلا نہ کہو اور بُرا نام نہ رکھو۔

2. کسی کی غیبت نہ کرو اور پسِ پشت رائے یا برائیاں بیان کر کے اُسے بدنام نہ کرو۔ کسی کی چغلیاں نہ کھاؤ۔

3. جب کسی سے مخاطب ہو تو متکبرانہ طریق اختیار نہ کرو۔

4. کسی کو بُرا نہ جانو اور اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر قرار نہ دو۔

5. بُخل کی عادت سے بچو۔

6. اپنی جان سے دوسروں کی خدمت کرو۔

7. اپنی حلال کی آمد سے دوسروں کی خدمت کیا کرو۔

8. ایسی صحبت سے ہمیشہ کنارہ کش رہو جس کے نتیجہ میں نمازوں میں غفلت پیدا ہو اور بلندئ اخلاق کو صدمہ پہنچے۔

9. ماں باپ کی اطاعت کرو۔

10. اُستادوں کی عزت کرو۔

11. چھوٹوں پر رحم کرو اور بڑوں کی عزت۔

فقط

خان حشمت اللہ، تمہارا دادا

30/8/63

’نماز دعاؤں کی قبولیت کا بہترین ذریعہ ہے‘

لجنہ اماء اللہ ناروے کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

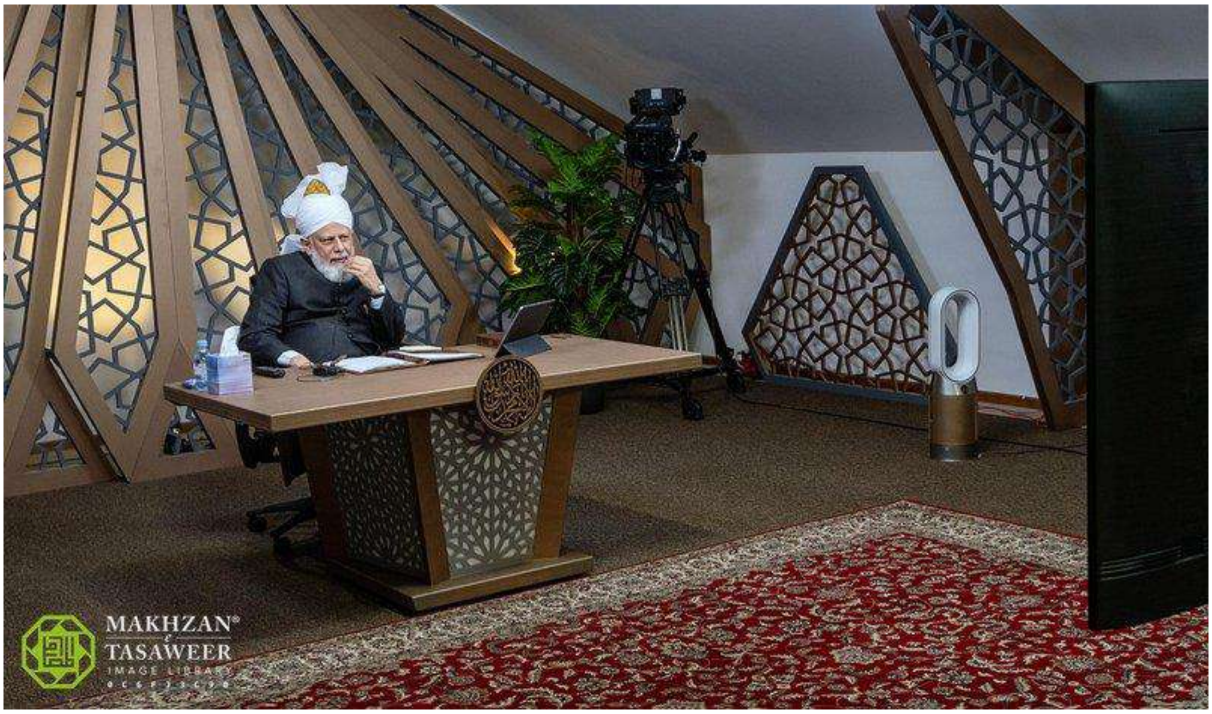

19 مارچ 2023ء کو لجنہ اماء اللہ ناروے کی ممبرات کو حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے آن لائن ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔

اجلاس کے آغاز میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سلام پیش کیا اور مریم رضوان صاحبہ کو دعوت دی کہ وہ قرآن پاک کا ایک حصہ پڑھیں اور رملہ ہارون صاحبہ اردو ترجمہ پڑھ کر سنائیں۔ مدیحہ عروج صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پیش کی۔ ملیحہ ناصر صاحبہ کو مدعو کیا گیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں سے ایک اردو اقتباس پڑھ کر سنائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ اقتباس سن کر پوچھا کہ کیا آپ ناصرات الاحمدیہ میں ہیں جس پر انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ماشاء اللہ! آپ لجنہ سے زیادہ پر اعتماد ہیں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صوفیہ خلیل صاحبہ کو ایک نظم سنانے کی دعوت دی۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بلقیس اختر صاحبہ، صدر لجنہ اماء اللہ ناروے سے پوچھا کہ ہال میں کتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ 160 ارکان موجود ہیں، 57 ناصرت اور 103 لجنہ ارکان ہیں۔ حضرت الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا یہ لجنہ کی مکمل تجنید ہے تو صدر صاحبہ نے جواب دیا کہ ناروے میں لجنہ ممبرات کی کل تعداد 640 ہے۔

اس کے بعد شرکاء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے مختلف امور پر سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

فرح دانیہ فوزی صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ مرنے کے بعد انسان کہاں جاتا ہے؟

اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو روح جسم کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ لاش پیچھے رہ جاتی ہے اور زمین پر دفن ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں بدلہ دیتا ہے جنہوں نے نیک اعمال میں اپنی زندگیاں صرف کیں اور جنہوں نے اپنی زندگی برے کاموں میں گزاری ہے ان کو سزا دی جاتی ہے۔

صوفیہ راجا صاحبہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ کیا غیر احمدی قاریوں کی تلاوت سننا جائز ہے؟

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کون اسے پڑھ رہا ہے۔ سننا جائز ہے۔ کیوں نہیں؟ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ تلفظ اور تلاوت کو بہتر بنانے کے لیے قرآن پاک کی تلاوت سننا فائدہ مند ہے۔ غیر احمدیوں میں کچھ غیر معمولی قاری موجود ہیں۔ کوئی بھی ان کی تلاوت سن سکتا ہے۔

علیشا زہرہ احمد صاحبہ نے سوال کیا کہ مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کیوں مانتے ہیں؟ انہوں نے یہ بھی پوچھا کہ کوئی ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے بغیر انہیں کیسے سمجھا سکتا ہے کہ یسوع خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اللہ کے نبی تھے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بائبل ہر عظیم آدمی کو 'خدا کا بیٹا' کہہ کر مخاطب کرتی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب عیسائیت اپنی حقیقی اور اصل تعلیمات سے دور ہو گئی تو اس طرح کے اعتقادات وجود میں آئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ اس نظریے کا تصور سب سے پہلے پولوس نے پیش کیا تھا۔ حضرت یسوع نے کبھی دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی بائبل میں لکھا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے علاقے کے مربی سے پوچھیں کہ وہ اس سلسلے میں حوالہ جات تلاش کرنے میں ان کی مدد کریں۔

علیشہ فرخ نے پوچھا کہ کیا انہیں گھر پر اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ سادہ طریقے سے اپنی سالگرہ منانے کی اجازت ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ انہیں ایسا کرنے کی اجازت ہے لیکن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی سالگرہ پر اپنے

لیے دعا کرنا یاد رکھیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو نوافل بھی ادا کریں، اپنے لیے دعا کریں اور صدقہ کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی سالگرہ گھر پر منا سکتی ہیں اور کیک کاٹ سکتی ہیں۔

عبیرہ حیات صاحبہ نے سوال کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی سے نوازا ہے تو اگر انسان کوئی غلط کام کرتا ہے تو اسے سزا کیوں دی جاتی ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو Free Will سے نوازا ہے اور پھر اپنے قوانین قائم کیے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اچھے اور برے میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کی صلاحیت دی ہے اور انہیں مطلع کیا ہے کہ انہیں نیکی کرنے کا بدلہ دیا جائے گا اور برے کاموں کے ارتکاب اور دوسروں کو دھوکہ دینے کی سزا دی جائے گی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سے بھی نوازا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا کی ہے تو یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے بھرپور استفادہ کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اچھے اور برے کے درمیان فرق واضح کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو انسان کو نیکی کی راہ پر بلانے کے لیے اتارا ہے۔

ندا باسط بسرہ صاحبہ نے اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ "اور والدین کے ساتھ مہربانی کرو" (سورۃ 17: آیت 24) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ جو لڑکی شادی شدہ ہے اور اپنے والدین سے دور رہتی ہے وہ اس حکم کو کیسے پورا کر سکتی ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس حکم کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کے ساتھ صرف اس صورت میں مہربان ہو سکتا ہے جب وہ ان کے ساتھ جسمانی طور پر موجود ہوں۔ جب بھی وہ اپنے والدین سے رابطہ کرتے ہیں تو ہمیشہ ان کے ساتھ مہربانی کرنی چاہئے۔ جب وہ اپنے والدین سے دور رہتے ہیں تو جب بھی وہ ان کے پاس آتے ہیں تو ان کے لئے تحفے لا سکتے ہیں، ان سے احترام اور محبت بھرے انداز میں مل سکتے ہیں، اور ان کی خدمت کر سکتے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے لئے دعا کرنے کی بھی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ شرک کے سوا ہر معاملے میں والدین کی اطاعت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

رومان نور قادر صاحبہ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے والد اور بھائی کے بارے میں کافی معلومات مہیا ہیں لیکن ان کی والدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کے نام کے علاوہ ان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ تاریخ میں جو بھی معلومات ملتی ہیں وہ درج کر لی گئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کے بارے میں کچھ روایات ایسی ہیں جو تاریخ میں بھی ملتی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ وہ ان سے تحریری طور پر پوچھ سکتی ہیں اور وہ

انہیں وہ روایات بھیج دیں گے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر آپ انہیں ناصرت اور لجنہ کے ارکان کے ساتھ بانٹ بھی سکتی ہیں۔

منہاصفدر ملک صاحبہ نے حضور کی زراعت کے بارے میں گہری تفہیم کا اعتراف کیا اور پوچھا کہ کیا وہ نامیاتی غذا اور صحت اور ماحول دونوں کے لئے اس کے فوائد کے بارے میں کچھ معلومات شیئر کر سکتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ اگرچہ نامیاتی غذا اچھی ہے لیکن دنیا کی آبادی اتنی بڑھ چکی ہے کہ اب ہر ایک کو کھلانے کے لئے صرف نامیاتی غذا پر انحصار کرنا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا، مصنوعی یا کیمیائی کھاد کافی خوراک اگانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر زور دیا کہ ان کھادوں کو اس طرح استعمال کیا جانا چاہیے کہ نقصان دہ نہ ہو۔ کسی بھی ممکنہ طویل مدتی نقصان کا مقابلہ کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نامیاتی پالک، سلاد، وغیرہ کھانے کے ساتھ ساتھ وٹامن ای لینے کا بھی مشورہ دیا۔

ہینریٹا انور صاحبہ نے نومبائع کی حیثیت سے پوچھا کہ وہ اپنے اہل خانہ کو اسلام احمدیت کو سمجھنے یا قبول کرنے میں کیسے مدد کر سکتی ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے احمدیت کیسے قبول کی تو انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے Alislam.org سے استفادہ کیا اور بہت سارا جماعتی لٹریچر پڑھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اپنے رشتہ داروں اور اہل خانہ کی تبدیلی کے لئے بھی یہی طریقہ اختیار کر سکتی ہیں۔۔۔ کیا وہ مذہب میں دلچسپی رکھتے ہیں؟ اگر وہ مذہب کے بارے میں صرف لاتعلق ہیں، تو آپ انہیں کیسے مجبور کر سکتے ہیں اور کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو مذہب کے بارے میں ضرور پڑھنا چاہیے؟ لیکن اگر وہ اپنے طور پر مذہب میں دلچسپی رکھتے ہیں اور آپ سے کچھ سوالات پوچھتے ہیں تو آپ انہیں جماعتی ویب سائٹ اور کتابوں و دیگر مواد کے لنکس دکھا سکتے ہیں جو آپ نے پڑھے اور جس نے آپ کو متاثر کیا۔ لہٰذا، آپ وہی طریقہ استعمال کر سکتی ہیں جو آپ نے اپنے لئے استعمال کیا ہے۔

نبیلہ انور صاحبہ نے کہا کہ حال ہی میں بعض احمدی گھرانوں میں خاندانی دوست ہونے کا رجحان بڑھ رہا ہے جس کے مطابق لوگ آزادانہ طور پر ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں، مخلوط اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں، ایک ساتھ بیٹھتے ہیں اور پردے کی پرواہ کیے بغیر گپ شپ کرتے ہیں اور اکثر دوپٹہ ڈھانپنے کی زحمت بھی نہیں اٹھاتے۔ جب ان سے اس رویے کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ دلیل دیتے ہیں کہ ہمارے بچے ایک ساتھ بڑے ہوئے ہیں اور ہم سب بہن بھائیوں یا خاندان کے قریبی افراد کی طرح ہیں۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی درخواست کی کہ اس مسئلے کو کس طرح حل کیا جائے؟

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو غلط قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پردہ کرنے کا حکم دیا ہے اور جن کیٹیگریز کا ذکر کیا گیا ہے ان میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ یہ وہ 'محرم' لوگ ہیں جن کے سامنے آپ کو پردہ کی ضرورت نہیں ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو غیر محرم ہیں، یعنی آپ پر فرض ہے کہ آپ ان سے پردہ کریں۔۔۔ یہ ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کریں۔

اسی وجہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ عمل وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انتہائی نقصان دہ نتائج کا باعث بن سکتا ہے۔

ان دنوں رشتہ داروں میں بھی شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے پر بے بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں کہ 'اس نے یہ کہا اور اس نے ایسا کیا'۔ قریبی رشتہ داروں پر بھی جھوٹے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ جب یہی الزامات خاندانی دوستوں کے بارے میں لگائے جاتے ہیں تو محبت اور پیار کا ماحول پیدا کرنے کے بجائے دراڑیں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اگر آپ کے خاندانی دوست ہیں تو مردوں کو مردوں کے ساتھ، عورتوں کو عورتوں کے ساتھ، لڑکیوں کو لڑکیوں کے ساتھ اور لڑکوں کو لڑکوں کے ساتھ بیٹھنا چاہئے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ چھوٹے بچوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ ایک خاص عمر تک کھانے، کھیلنے اور بات چیت کرنے کے لیے اکٹھے ہوں، یعنی پانچ یا سات سال کی عمر تک، اس کے بعد صنفوں کے درمیان پردہ برقرار رکھنا بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ بہن بھائیوں کے بستر (الگ ہوں) یعنی بہن بھائیوں کو ایک خاص عمر کے بعد الگ کر دینا چاہیے۔

چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمیں اپنے اردگرد کے لوگوں کے طرز عمل سے متاثر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ہمیں دوسروں کی اصلاح کرنی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام معاون تنظیموں، جماعت کے شعبہ تربیت اور مربیان کو ہدایت کی کہ وہ لوگوں کو یہ سکھائیں کہ اسلامی تعلیمات کے پیچھے ہمیشہ بڑی حکمت ہوتی ہے۔

ندرت انور صاحبہ نے قرآن کریم کی آیت نقل کی کہ: " اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔ (سورہ الفرقان: آیت 75) اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اس دعا کو قبول کرنے کے لیے کون سی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں اور کون سے اعمال کیے جاسکتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب والدین اپنے بچوں کے لیے صدق دل سے دعا کریں کہ وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور ہمیں راستبازوں کے لیے نمونہ بنائیں تو ماں اور باپ دونوں کو ان کے لیے رول ماڈل بننا چاہیے جن کی تربیت ان کے سپرد کی گئی ہے۔ دوسری بات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچوں کو چاہیے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے والدین کے لیے دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان کی صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ بچوں کو یہ بھی دعا کرنی چاہیے کہ وہ ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے ان کے والدین کی بدنامی ہو۔ "نماز دعا اور دعاؤں کی قبولیت کے حصول کا بہترین اور خوبصورت ذریعہ ہے۔ لہٰذا نمازوں پر زیادہ توجہ دینی چاہیے"، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لائبہ محمود صاحبہ نے کہا کہ صدقہ کے لیے بکرا ذبح کرنے کی روایت ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی روایت میں یہ پایا گیا ہے کہ جب کوئی بیمار ہو جائے یا کوئی مصیبت سے بچنا چاہتا ہے تو بکرا ذبح کر کے صدقہ میں تقسیم کرنا چاہیے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ محض ایک روایت نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل ثابت ہے کہ ایسی کسی آفت سے بچنے کے لیے صدقہ دیا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ اس زمانے میں بکروں کو ذبح کرنے اور ان کا گوشت تقسیم کرنے کا رواج تھا۔ متبادل کے طور پر، کچھ پیسے بھی دیے جاسکتے ہیں۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ صدقہ حالات اور مسکینوں اور مستحقین کی ضروریات کے مطابق دیا جاسکتا ہے۔ تاہم، کچھ لوگ صرف اس صورت میں زیادہ مطمئن محسوس کرتے ہیں جب وہ بکرے کو ذبح کرتے ہیں اور اس کا گوشت تقسیم کرتے ہیں، جو وہ پھر کرتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جماعت مختلف جگہوں پر صدقہ بھیجتی ہے۔ ایک دفعہ افراط زر کی وجہ سے افریقہ میں ایک ایسی جگہ تھی جہاں وہ چند سالوں سے گوشت خریدنے کے قابل نہیں تھے۔ جب گاؤں کے لوگوں نے وہ گوشت کھایا جو جماعت کے صدقے کی وجہ سے بھجوانا ممکن ہوا تو انہوں نے جماعت کے لیے دعا کی اور کہا کہ انہوں نے دو سال بعد گوشت کھایا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امداد وصول کنندگان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے فراہم کی جائے۔ صدقہ کسی جانور کو ذبح کرنے، رقم دینے یا دیگر ذرائع سے تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید کہا کہ ناروے میں بکری ذبح کرنے سے زیادہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم، کوئی بھی وہاں خیراتی تنظیموں کو کچھ پیسے یا کپڑے دے سکتا ہے۔

خافیہ شاہد صاحبہ نے پوچھا کہ وہ نئے لوگوں کو لجنہ اماء اللہ میں کیسے ضم کر سکتے ہیں۔

"یہ اس بات پر منحصر ہے کہ آپ کتنے فعال ہیں. "سب سے پہلے تو ان کے لیے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس نے ان کے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ احمدیت کو بنایا ہے، ان کے ایمان کو مضبوط کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ نئے اسلام قبول کرنے والوں کی تربیت میں ان کی مدد کرے اور ان کے علم وروحانیت میں اضافہ کرے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا کہ وہ نومبائع سے اسی زبان میں بات کریں جس سے وہ مطمئن ہوں اور اس کے مطابق ان کے ساتھ بات چیت کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مزید مشورہ دیا کہ اجلاس منعقد کرتے وقت اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کون سی زبان حاضرین کے لیے موزوں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومبائع کی تبلیغ کی دیکھ بھال کے لئے تجویز پیش کی کہ اگر کوئی میٹنگ 30 منٹ تک جاری رہے تو نارویجین میں 20 منٹ اور اردو میں 10 منٹ منعقد کی جائے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد تمام ارکان کو سلام پیش کیا اور ملاقات ختم ہو گئی۔

(بصد امتنان، 'الحکم' کی تیار کردہ خلاصہ انگلش رپورٹ کا اردو ترجمہ النصرت اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔)

آخری گھر ۔۔۔

اللہ کا گھر

(صفیہ بشیر سامی۔لندن)

'گھر'

'میرا گھر!'

یہ میں کسی کے گھر کی نہیں بلکہ اپنے ہی گھر کی کہانی لکھ رہی ہوں۔ کسی کو نہیں خود کو ہی گھر کی اہمیت بتانا چاہتی ہوں۔ بس اس بارے میں کچھ لکھنے کو دل چاہا اور لکھنے بیٹھ گئی ہوں۔ زندگی مُٹھی سے ریت کی طرح پھسلتی جارہی ہے۔

میری پیدائش انڈیا میں ہوئی جہاں میرے والدین ہمارے دادا، دادی کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔ میں سات یا آٹھ سال کی تھی تو تقسیم برصغیر ہوگئی۔ پاکستان آکر میرے والدین مختلف شہروں میں اور مختلف گھروں میں رہائش پذیر رہے۔ غالباً1952ء کے شروع میں میری اُمی اور ابا جان نے ربوہ میں مستقل قیام کا آغاز کیا۔ پہلے تو کچھ عرصہ ہم کچی مٹی کے بنے ہوئے کرائے کے گھروں میں رہے۔ جہاں بارشوں اور آندھیوں میں بے شمار کالی چیونٹیوں، جن کے ریلہ سے زمین کالی ہوجاتی تھی، اور مچھروں کی خوفناک دھنوں اور حملوں کے ساتھ گزارا کرنا پڑا۔ یہ مچھر رات بھر ہم پر اپنے تابڑ توڑ حملے جاری رکھتے۔ ان کا وار کبھی خالی نہ جاتا تھا۔ مگر آج یہی باتیں وہ میٹھی اور خوشگوار یادیں بن چکی ہیں جو بہت مزا دیتی ہیں اور اُن کو دہرانا بہت اچھا لگتا ہے۔

پھر اُمی جان نے ایک قطعہ زمین خرید کر اُس پر اپنا گھر بنوالیا یعنی ہماری فیملی کا اپنا گھر ہوگیا۔ جہاں ہم بہن بھائی اپنی اُمی جان کے ساتھ رہتے تھے۔ بہت خوشیوں بھرا گھر تھا بہنوں اور بھائی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور کھیل کود میں وقت گزر رہا تھا لیکن اکثر کسی نہ کسی ایسی بات پر، جو اُمی جان کو پسند نہ آتی، اُن سے یہ فقرہ ضرور سننے کو مل جاتا۔۔ "جب اپنے گھر جاؤ گی پھر جو مرضی کرنا"۔۔۔ یعنی وہ گھر میرا اپنا گھر نہیں تھا۔

پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ شادی ہوئی اور پیا کے ساتھ سُسرال گئی۔ شوہر کا گھر بہت اچھا لگا۔ شوہر نے یہ کہا کہ دیکھو! اب یہ تمہارا گھر ہے اس میں جیسے مرضی رہو۔ لیکن یہ گھر بھی کمپنی والوں سے ملا ہوا تھا ہم اُس گھر میں رہتے ضرور تھے، مگر گھر ہمارا اپنا نہیں تھا۔ چھ سات سال اُس کرایہ کے گھر میں محبت بھرا وقت گزارا۔

آخر ایک دن اُس گھر کو چھوڑ چھاڑ کر ہم لندن آپہنچے۔ کچھ دن ایک کزن کے گھر میں بطور مہمان گزارے۔ پھر ایک اپنا گھر کرایہ پر لیا۔ پھر کونسل کے ذریعے ایک گھر حاصل کرکے اس میں آگئے۔ بچے بڑے ہوتے گئے، وقت گزرتا گیا۔ وہ وقت بھی آیا کہ پھر اپنا گھر خرید لیا، جو کہنے کو تو ہمارا گھر ہوگیا لیکن یقین کریں کبھی میں نے ایک بار بھی اپنی زبان سے یہ لفظ نہیں نکالا کہ یہ میرا گھر ہے۔ ہمیشہ یہ ہی بات ہوئی کہ یہ ہمارا گھر ہے، سب کا گھر ہے۔ گھر کسی ایک بندے کا نہیں، پوری فیملی کا ہوتا ہے۔ جہاں ہم سب مل کر خوشیوں بھری زندگی گزارتے ہیں۔۔ ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ بانٹتے ہیں۔۔ وہی گھر ہوتا ہے۔ ہاں بچے کہہ دیتے ہیں کہ یہ میرا گھر ہے کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ رہتے ہیں۔ اُن کو ابھی ان پوشیدہ باتوں کا کچھ علم نہیں ہوتا کہ گھر ہے کس کا؟

جب 36 سال کی رفاقت کے بعد شوہر صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے تو گھر میرے نام ہو گیا یعنی کہ کاغذات پر اب میں اس گھر کی مالکہ ہو گئی۔ اس سے مجھے کوئی خاص فرق تو نہیں پڑا، بس فرق پڑا تو یہ کہ اب میں ہر کام کے لئے ذمہ دار ٹھہری۔ تب تک باقی بچے تو سب اپنے اپنے گھروں کے ہو چکے تھے بس ایک چھوٹا بیٹا میرے ساتھ تھا۔ اُس کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اب مجھے وہ میرا ہی گھر کاٹنے کو آتا تھا۔ خالی گھر اب گھر کم، سیمنٹ اور اینٹوں کا مکان زیادہ لگنے لگا۔ تنہائی، سناٹا اور اکیلا پن محسوس ہوتا تھا۔ پھر میں نے اپنے بیٹے کی شادی کر دی بہو کے آنے سے مکان پھر سے گھر لگنے لگا گھر میں رونق ہو گئی (ماشاء اللہ)۔

کچھ عرصہ بعد میری بہو اور بیٹے کو اپنے گھر کی خواہش ہوئی۔ میں سوچنے لگی کہ اب میں کیا کروں؟ بہت سوچ بچار کے بعد یہی والا گھر جو دو سال کاغذات پر میرا گھر بنا رہا تھا وہ اب میری رضامندی اور خواہش سے میرے بیٹے اور بہو نے خرید لیا اور میں پھر اس بھاری ذمہ داری سے آزاد ہو گئی۔ بیٹے کی ماشاء اللہ فیملی بڑھنے لگی تو اُنہوں نے دوسرا بڑا گھر خرید لیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بہت اچھا اور خوبصورت گھر ہے اور میں اب گزشتہ 20 سال سے اپنی بہو اور بیٹے کے گھر میں اُن کے ساتھ بہت خوشی سے رہتی ہوں۔

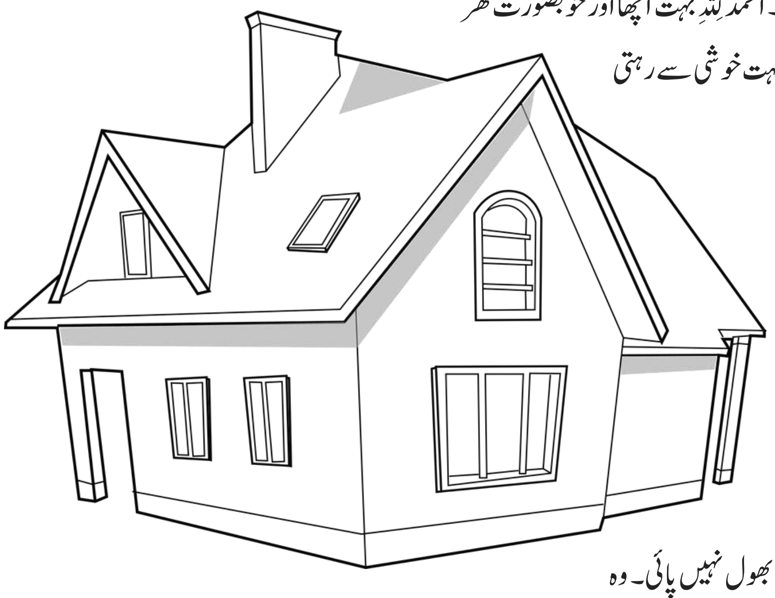

گھر۔۔۔وہ باپ کا ہو۔۔۔

یا شوہر کا۔۔۔

یا کہ بیٹوں کا۔۔۔۔

مَیں ہر مکان کو یہی سمجھی کہ یہ میرا اپنا ہی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! ان سب گھروں نے مجھے بے بہا خوشیاں دیں۔

اپنے حصہ کے غم بھی دیکھے۔

لیکن جس گھر کی مجھے سب سے زیادہ یاد آئی اور جسے میں کبھی بھی بھول نہیں پائی۔ وہ وہی گھر تھا جہاں میری ماں تھی۔ جس کے ساتھ میرا درد کا رشتہ تھا۔ اور جہاں بہنوں اور بھائی کے ساتھ رہی تھی جن سے محبت اور خون کا رشتہ تھا۔

وہ میری ماں کا گھر جہاں میری ماں نے اپنے سارے غم اور دُکھ چھپا کر ہمیں ہمیشہ صرف خوشیاں دیں۔ جہاں ہماری ماں کو ہماری تکلیفوں کا بہت جلد علم ہو جاتا تھا کہ ہمیں کانٹا بھی لگے تو تکلیف امی جان کو ہوتی تھی۔ لیکن جب اُن کے اپنے دوپٹے کا پلو گیلا ہوتا تو اُن کا یہی کہنا ہوتا تھا کہ پانی سے گیلا ہوا ہے۔ ہم سے چھپ کے رو لینا، اپنے دُکھوں کو چھپا لینا۔ یہ سب صرف میری ماں کو ہی آتا تھا۔ شاید ہر ماں کو آتا ہے۔ اگر میں چھپ کر ڈائجسٹ پڑھتی تو اُمی جان کو فوراً اس بات کا علم ہو جاتا تھا۔ مگر اُن کی دعاؤں بھری سسکیوں کا ہمیں علم نہیں ہو پاتا تھا۔ ہم نے سوجی ہوئی آنکھیں ضرور دیکھی ہیں مگر ان آنکھوں میں آنسو کبھی نہیں دیکھے۔ اور اُس وقت ہمیں اپنی ماں کے اُن چھپے دُکھوں کا احساس نہیں ہو پایا۔ جانے ہماری ماں ہمارے دلوں کے حال کیسے جان جاتی تھیں۔ میرے والد صاحب ہمیشہ ملک سے باہر رہے۔ چنانچہ گھر کی سب ذمہ داری میری اُمی جان نے ہی اٹھائی۔ ہاں! ہمیں مالی مشکلات کبھی نہ ہوئی تھیں کہ ابا جان باقاعدگی سے ہمیں خرچ بھیجتے تھے۔

ان وقتوں کی سب پیاری یادیں اور میری بہنوں اور بھائی کی محبت ہمیشہ دل کے اندر جاگزیں رہتی ہے۔ اب جب کہ میں خود زندگی کی آخری دہلیز پر ہوں اپنے بیٹے سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ جہاں میرے شوہر کا آخری ٹھکانا ہے وہیں میرے لئے جگہ خرید لے جہاں میرا مستقل ٹھکانا ہو گا۔ اس نے منتظمین سے درخواست بھی کی اور اس بارے میں کوشش بھی جاری ہے۔

لیکن اب میرے دل میں یہ خیال جگہ پا گیا ہے کہ میں کیوں جگہ خریدنے پہ اصرار کروں؟ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایک بہترین گھر کی جگہ خود سے مقرر کی ہوئی ہوگی اور میں کیوں نہ اُسی جگہ مستقل گھر پاؤں جہاں میرے ربّ کی رضا ہو۔ بس اسی بات سے دل کو تسلی ہے کہ اب ایک مستقل گھر ہوگا جہاں میرے ربّ نے میری جنت بنائی ہوگی۔ وہی میرا اپنا مستقل گھر ہوگا۔ اب میں بہت مطمئن ہوں۔ بس اب یہ تمنا اور دعا ہے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے اور اللہ کا گھر مجھے مل جائے۔ اللہ کے گھر کے کسی کونے میں تھوڑی سی جگہ مل جائے۔۔ جہاں اُس کی رحمتوں اور فضلوں کی بارش ہو اور پیارے ربّ کے پیارے نبی کریم ﷺ کا دیدار ہو جائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ میری بخشش فرمادے اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔

اٰمِیْن اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن

اَللّٰھُمَّ حَا سِبْنِیْ حِسَا بًا یَسِیْرًا

عائلی جنت کی ضمانت

”پس آج احمدی گھرانوں کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے گھروں جیسا بننا ہوگا۔ آج امن کی کوئی اور راہ نہیں سوائے اس راہ کے۔ آج نجات کا کوئی راستہ نہیں مگر ایک راستہ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ کو ہم قبول کر لیں۔ پس اے احمدی مردو اور عورتو! تم دنیا کو امن اور آشتی کی خوشخبری دینے کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ آگے بڑھو اور دنیا کو اس کی طرف بلاؤ...آج مغربی قوموں کا امن بھی اٹھ چکا ہے آج نہ روس عائلی جنت کی ضمانت دے سکتا ہے اور نہ امریکہ عائلی جنت کی ضمانت دے سکتا ہے ایک ہی ہے اور وہ صرف ایک ہی ہے یعنی میرا آقا محمد مصطفیٰ ﷺ جو آج اس معاشرہ کی جہنم کو جنت میں تبدیل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہر احمدی کو اگر جان بھی نچھاور کرنی پڑے اور اپنا سب کچھ قربان بھی کرنا پڑے تب بھی وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جاری کردہ معاشرہ کو دوبارہ جاری کرنے کے لیے اس قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔“

(خطاب جلسہ سالانہ مستورات ربوہ 27 دسمبر 1983ء بحوالہ الفضل 15 مارچ 2019ء)

تیری رحمتوں کا حساب کیا

(صائمہ مشتاق، برمنگھم)

دعا! تین حروف سے بنے اس لفظ کے ارد گرد ہماری ساری زندگی گزرتی ہے۔ مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں 4-5 سال کی تھی تو اپنی امی کو بکثرت یہ شعر پڑھتے سنا کرتی تھی

کیا کرتے جو حاصل یہ وسیلہ بھی نہ ہوتا
یہ آپ سے دو باتوں کا حیلہ بھی نہ ہوتا

میرے استفسار پر وہ بتاتیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی ہیں کہ اگر اُس کے در تک رسائی نہ ہوتی تو انسان کس کام کا رہ جاتا۔ درحقیقت وہ میری امی ہی تھیں جنہوں نے مجھے خدا کی ذات سے نہ صرف روشناس کروایا بلکہ اُس زندہ خدا سے باتیں کرنے کی عادت ڈال دی۔ میں چار سال کی تھی جب مجھے دعا "اللھم انا نجعلك فی نحورھم ونعوذبك من شرورھم" یاد کروائی اور اس کا مطلب بار بار سمجھایا۔ گو کہ میرا ننھا ذہن اس کی گہرائی کو تو چھو نہ سکا لیکن اس بات کا یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی ولی نہیں جو ہر دم ساتھ رہے۔ میں نے بارہا اس دعا کو پورا ہوتے دیکھا۔ اسی طرح مجھے اوائل عمری سے ہی خلیفۂ وقت کو خط لکھنے کی بھی عادت ڈالی اور خلافت کے ساتھ عقیدت اور محبت کا رشتہ استوار کر کے ہر آن اُن کی دعاؤں سے حصہ لینے والے بنا دیا۔ الحمدللہ۔

بچپن ہی سے مجھے خدا تعالیٰ سے باتیں کرنا اچھا لگتا تھا۔ جب میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور چرواہے کا واقعہ سنا تو اس بات نے دل میں گھر کر لیا کہ بندے اور خدا میں کوئی پردہ نہیں، جو کسی سے نہ کہہ سکو پیارے خدا سے بیان کر دو کہ اُس کی رحمتِ بے پایاں نہ صرف نیکی میں بڑھاتی ہے بلکہ ہر ایک شر سے بھی محفوظ رکھتی ہے، اس نے مجھے خدا سے اور قریب کر دیا۔

پاکستان کے اسکولوں میں ایک مضمون اسلامیات ہوتا ہے تاکہ بچوں کا دینی علم بھی پروان چڑھے۔ میں غالباً تیسری جماعت میں تھی جب یہ واقعہ پڑھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا سارا مال لے آئے اور سب کچھ بخوشی قربان کر دیا۔ پھر یہ واقعہ بار بار سماعتوں سے گزرنے لگا کبھی جلسہ سیرت النبی ﷺ پر، کبھی اسکول کے پروگرام میں، کبھی سیکرٹری ناصرات نے سنایا تو کبھی تحریک جدید، وقفِ جدید سیکرٹری صاحب نے مالی قربانی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تب میں بھی شدت کے ساتھ یہ دعا کرنے لگی کہ اے میرے خالق و مالک مجھے بھی کچھ ایسا عطا فرما جو سب کا سب تیری راہ میں قربان کر دوں۔ میں اور میرا بھائی وقفِ جدید چندہ میں ہمیشہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، مگر سب کچھ قربان کرنے کی خواہش تشفی نہ پا سکی۔ زندگی کا پہیہ تیزی سے گھومنے لگا لیکن دل میں خلش رہی کہ کاش کچھ ایسا ملتا جو سب کا سب پیارے خدا کی نظر کرتی۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ میرے ننھے دل سے نکلی خواہش تو قبولیت کا درجہ پا چکی تھی اور میری جان سے عزیز اللہ تعالیٰ نے کمال شفقت سے اس دعا کو نہ صرف قبول فرمایا بلکہ اپنے فرشتے بھی اس کام پر لگا دیے کہ اس ناچیز کو کچھ ایسا ملے کہ وہ سب قربان کر سکے۔

وقت گزرتا رہا اور میری شادی ہوگئی اور جلد ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کی نعمت سے نوازا۔ میں خود دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ پیارے حضور ایدہ اللہ کو بھی دعا کے لئے لکھتی۔ میں نے خواب دیکھا کہ میرا بیٹا 8-7 سال کا ہے اور سورۃ الاعلیٰ کی خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کر رہا ہے۔ پھر تو بس یہ عہد کر لیا کہ اسے وقف کروں گی اور انشاء اللہ وہ تبلیغ دین کا کام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے میری خواہش پوری فرمائی اور حضور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت اسے وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمایا۔

انسانی فطرت ہے کہ جب تک وہ خود کسی دور سے نہ گزرے، اس کی نزاکت اور مشکلات کا ادراک حاصل نہیں کر سکتا۔ بالکل اسی طرح جب میرا بیٹا بولنے لگا تو مجھے ہر دم یہ احساس ہونے لگا کہ اب میرے کندھوں پر اس کی تربیت کی بھاری ذمہ داری ہے جس کے لئے میری عقل اور قوت ناکافی تھی۔ لہذا میں پھر دعا میں لگ گئی، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، بس یہی فکر دامن گیر تھی کہ اے خدا میں تو کسی قابل نہیں کہ اس عہد کو نبھا سکوں بس تو ہی مدد فرما۔ پیارے حضور ایدہ اللہ کو ہر خط میں تحریر کرتی کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو خلافت کا قرب اور محبت عطا کرے اور یہ عاجزی وانکساری کے ساتھ اطاعت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو۔ باقی دعاؤں کے ساتھ ساتھ میں نے اسے سورۃ فاتحہ کا ورد کرنے کی بھی عادت ڈالنے کی کوشش کی۔ جسے وہ کئی بار آزماتا آیا ہے اور بڑے فخر سے بتاتا ہے کہ جہاں کچھ کام نہیں آتا وہاں 'میری سورۃ فاتحہ' سب حیلوں سے بڑھ کر کام کر جاتی ہے۔ اُس کا میری سورۃ فاتحہ کہنا میری شکر گزاری کو کئی گنا بڑھا دیتا ہے۔

پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک اور بیٹے اور بیٹی سے نوازا لیکن اتنے میں، مَیں یہ جان چکی تھی کہ ایک بچے کو وقف کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنا کہ وہ دین کے لیے نافع النّاس وجود بنے، بالکل بھی کوئی آسان ذمہ داری نہیں۔ میں دوسرے اور تیسرے حمل کے دوران آیت الکرسی اور سورۃ الکوثر بہت کثرت سے پڑھا کرتی تھی۔ اس سے میرے دل کے خوف دور ہو جاتے تھے۔ بہت گھبراتی تھی کہ اولاد کو نمازوں پر کاربند کرنا، قرآن پڑھانا، دین اور دنیا کا علم سکھانا اور سب سے بڑھ کر دین کی محبت اس کے دل میں ڈالنا کہ وہ اس محبت پر کسی چیز کو غالب نہ آنے دے انتہائی مشکل تھا۔ دنیاوی علم کے حصول کے لئے انہیں بیکن ہاؤس (پاکستان کا صفِ اول کا تعلیمی ادارہ) میں داخل کروایا۔ میرے لئے یہ سب آسان نہ تھا اس لئے دوسرے بچوں کو وقف نہ کیا کہ میں تو اس ذمہ داری کی ذرا بھی متحمل نہ تھی۔ چاہتی تھی کہ میرا بیٹا قرآن بھی حفظ کرے اور اس مقصد کے لئے اُسے خوب تیاری بھی کروائی لیکن باوجود کوشش کے اُسے مدرسۃ الحفظ میں داخلہ نہ مل سکا۔ دل از حد پریشان ہوا لیکن اسی میں بہتری جانی۔ دوسری جانب میرا چھوٹا بیٹا اٹھتے بیٹھتے یہ شکایت کرنے لگا کہ آپ نے مجھے وقف نہیں کیا کیونکہ آپ کو بھائی سے زیادہ پیار ہے۔ وہ نا سمجھ کیا جانے کہ ماں سے تو ایک کی ہی ذمہ داری پوری کرنا محال ہے۔ وہ جب تین چار سال کا تھا تو اکثر صبح اسکول جاتے ڈرا کرتا تھا کہ شاید کوئی کام رہ گیا ہے جبکہ اتنے چھوٹے بچے کے بستہ میں لنچ بکس کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں جو بھول رہا ہو۔ میں اسکول کے رستے میں اسے آیت الکرسی پڑھاتی جاتی، وہ اپنی توتلی زبان میں میرے پیچھے پیچھے پڑھتا اور جب میں کہتی کہ اب سینے پر پھونک مارو تو اللہ تعالیٰ دل کو طاقت دے گا اور ڈر نہیں لگے گا تو وہ بٹن کھول کر سینے پر پھونک مارتا۔ دھیرے دھیرے یہ عادت اس قدر پختہ ہوگئی کہ وہ مجھے کئی بار بتاتا کہ آج میں بہت ڈر گیا لیکن پھر آیت الکرسی پڑھنے لگا تو سارا ڈر غائب ہوگیا۔ بچوں کی یہ باتیں سن کر دل شکر گزاری سے بھر جاتا اور یہی دعا کرتی کہ ان کا زندہ خدا کے ساتھ یہ تعلق بڑھتا رہے۔

اسی طرح میری بیٹی بھی الحمدللہ بہت ذہین ثابت ہوئی۔ چھوٹی عمر سے ہی اسے بھی دعا سے خاص لگاؤ تھا۔ جب کوئی بات پوری نہ ہوتی تو خود ہی اس کی وجہ تلاش کرنے لگتی کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہوگا۔ ان کے بچپن سے مَیں بچوں کو ہر ایک اجلاس اور کلاس پر لے کر جاتی اور کبھی کوئی پروگرام چھوڑنے نہ دیتی خواہ کوئی بھی مصروفیت ہو۔ اگر میرے شوہر شہر سے باہر ہوتے تو بچوں کو جمعہ کے لئے بھی لے کر جاتی۔ پاکستان میں چونکہ 2008ء کے بعد سے لجنہ جمعہ پر نہیں جاسکتیں، لہٰذا میں باہر کار میں ہی بیٹھی رہتی تھی۔ 2010ء کے سانحہ سے ایک جمعہ قبل بھی میں ہی انہیں جمعہ کی ادائیگی کے لئے لے کر گئی۔ لیکن اس کے بعد میرے ابا یا شوہر ہی بچوں کو لے جاتے تھے۔

چونکہ ہمارا گھر ہمیشہ ہی نماز سینٹر رہا اس لئے بچوں کو باجماعت نماز پڑھنے کی عادت تھی اور قرآن کا بہت سارا حصہ یاد بھی کرتے رہتے۔

اس سب میں مَیں اپنی بچپن کی خواہش بھلائے بیٹھی تھی مگر خدا کے وہ فرشتے جنہیں اُس نے میری سب کچھ قربان کرنے والی خواہش کی تکمیل کے لئے لگایا تھا وہ یہ سب کام ہم سے کروا رہے تھے۔ یقیناً وہ پیارا خدا ہی تھا جس نے بچوں کے دل میں وقف کی خواہش پیدا کر دی۔ میں چھوٹے بیٹے کی اس شکایت پر، کہ مجھے وقف نہیں کیا، یہی جواب دیتی کہ اپنے لئے دعا کرو، پیارے حضور کو لکھو اور وقت آنے پر خود کو وقف کر دو۔ ہر آنے والے دن مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ یہ خواہش اس کے معصوم اور ننھے دل میں جڑھ پکڑ رہی ہے۔ وہ حضور ایدہ اللہ کو ہر خط میں لکھتا کہ دعا کریں میں اپنی زندگی وقف کر سکوں۔ میرا تو سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی تھا جسے میں کام میں لاتی رہی اور دعا کرتی کہ اللہ تعالیٰ اس کا وقف کی نیت قبول فرمائے۔

میرے بڑے بیٹے نے اے لیول کا پہلا سال پاس کیا تو گردشِ زندگی ہمیں انگلستان لے آئی۔ یہاں آکر اُس نے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا، ایسا لگا کہ زندگی میں اس سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا جسے حاصل کر کے خوشی ہوتی۔ لیکن ساتھ ہی یہ احساس ہونے لگا کہ اب تو اور زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ہر دم اس جستجو میں رہتی کہ کیونکر میرا دل اطمینان پائے کہ میرا بیٹا اب وقف کی روح کو سمجھنے لگا ہے۔ وہ جامعہ کے تیسرے سال میں تھا اور میں نفلی روزے رکھ کر اس کے لئے دعائیں کرتی رہتی۔ ایک رات خواب دیکھا کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے اور اس کی چارپائی ایک میدان میں رکھی ہے جہاں مٹی ہے۔ میں بہت پریشان ہوں بہت روتی ہوں اور اس کے گرد چکر لگاتی ہوں، مدد کے لئے پکارتی ہوں مگر کوئی نہیں آتا۔ اونچی آواز میں پیارے خدا کو پکارتی ہوں کہ تو ہی میری مدد کر اور اپنے بیٹے کے گرد چکر لگاتی رہتی ہوں، یہاں تک کہ تھک کر اس کی چارپائی کے ساتھ اس کے سر کی جانب بیٹھ جاتی ہوں۔ مستقل رونے کی وجہ سے آنکھیں دکھنے لگتی ہیں اور میں انہیں بند کر کے اپنے خوف پر قابو پانے کے لئے خدا تعالیٰ کو پکارنے لگتی ہوں۔ جب آنکھیں کھولتی ہوں تو دیکھتی ہوں کہ میں ایک باغ میں ہوں جو پھولوں سے بھرا ہے۔ میرا بیٹا ایک تابوت میں لیٹا ہے جو کہ اس قدر خوبصورت ہے کہ نہ پہلے کبھی دیکھا نہ بعد میں۔ وہ زندہ ہے، اس نے اپنی پسندیدہ آسمانی رنگ کی شرٹ پہنی ہے۔ ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھا ہے اور دوسرے ہاتھ میں اس کے پسندیدہ بسکٹ ہیں جو وہ کھا رہا ہے۔ جب میری آنکھ کھلی تو دل نے گواہی دی کہ ان شاءاللہ وہ وقف کی روح کو سمجھ کر اسے تاحیات نبھاتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس پر مہربان ہوگا۔

دوسری جانب چھوٹا بھی اپنی دھن کا پکا نکلا۔ وہ ہر ملاقات میں پیارے حضور سے جامعہ جانے کی خواہش کا اظہار کرنے لگا اور پیارے حضور کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اے لیول کے بعد جامعہ احمدیہ چلا گیا۔ جب اسے پہلے دن جامعہ احمدیہ چھوڑ کر آئی تو گھر آکر پیارے خدا کا بہت شکر ادا کیا۔ اُس دن دعا کرتے کرتے یہ خیال آیا کہ آج جو کچھ تو نے مجھے دیا تھا سب تیرے حوالے کر آئی۔ نہ تو میری اتنی اوقات تھی نہ

عقل و ہمت۔ یہ تو محض پیارے خدا کی محبت اور اس کا خاص فضل تھا اور اُس کی رحمت تھی کہ اس نے ننھے دل سے نکلنے والی دعا کو قبولیت کے مقام تک پہنچا دیا۔ میری بیٹی بھی بھائیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی خواہش رکھتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر ایک نیک خواہش پوری فرمائے۔ آمین۔

ہم بسا اوقات دعا کر کے خود بھی بھول جاتے ہیں لیکن وہ حیی و قیوم اور سمیع و بصیر خدا جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے نہ صرف یہ کہ وہ بھولتا نہیں، بلکہ وہ راہیں ہموار کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کے فضل کے تحت انسان کا دل اور دماغ ہر وقت ایسے منصوبے بناتے رہتے ہیں جن پر چل کر اس مقصد کی تکمیل ہو جائے۔

اب ہر آن یہ دعا کرتی ہوں کہ وقف کا جو پودا میرے آنگن میں لگا ہے ہم دعاؤں اور وفا کے ساتھ اس کی آبیاری کرنے والے ہوں اور ہمارے سبھی واقفین اس خدمت کو خلوص و محبت اور وفا کے ساتھ نبھائیں تا یہ پودے نہ صرف خود تناور درخت بنیں بلکہ نسل در نسل قربانی کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ آمین۔

سوشل میڈیا

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”برائیوں میں سے آجکل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی بعض برائیاں بھی ہیں۔ اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لئے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجتاً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح نماز کے لئے اٹھنا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اور اس قسم کی فضولیات ایسی ہیں کہ صرف ایک آدھ دفعہ آپ کی نمازیں ضائع نہیں کرتیں بلکہ جن کو عادت پڑ جائے ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ رات دیر تک یہ پروگرام دیکھتے رہیں گے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہیں گے اور صبح نماز کے لئے اٹھنا ان کے لئے مشکل ہو گا بلکہ اٹھیں گے ہی نہیں۔ بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو نماز کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔ نماز جو ایک بنیادی چیز ہے جس کی ادائیگی ہر حالت میں ضروری ہے حتیٰ کہ جنگ اور تکلیف اور بیماری کی حالت میں بھی۔ چاہے انسان بیٹھ کے نماز پڑھے، لیٹ کر پڑھے یا جنگ کی صورت میں یا سفر کی صورت میں قصر کر کے پڑھے لیکن بہر حال پڑھنی ہے۔ اور عام حالات میں تو مردوں کو باجماعت اور عورتوں کو بھی وقت پر پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن شیطان صرف ایک دنیاوی پروگرام کے لالچ میں نماز سے دُور لے جاتا ہے اور اس کے علاوہ انٹرنیٹ بھی ایک ایسی چیز ہے جس میں مختلف قسم کے جو پروگرام ہیں، پھر ایپلی کیشنز(applications) ہیں، فون وغیرہ کے ذریعہ سے یا آئی پیڈ(iPad) کے ذریعہ سے، ان میں مبتلا کرتا چلا جاتا ہے۔ اس پر پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔ کس طرح اس کی attraction ہے۔ پہلے اچھے پروگرام دیکھے جاتے ہیں پھر ہر قسم کے گندے اور مخرّب الاخلاق پروگرام اس سے دیکھے جاتے ہیں۔ کئی گھروں میں اس لئے بے چینی ہے کہ بیوی کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اور بچوں کے حق بھی ادا نہیں ہو رہے اس لئے کہ مرد رات کے وقت ٹی وی اور انٹر نیٹ پر بیہودہ پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں اور پھر ایسے گھروں کے بچے بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں اور وہ بھی وہی کچھ دیکھتے ہیں۔ پس ایک احمدی گھرانے کو ان تمام بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی کس قدر فکر ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے صحابہ کو شیطان سے بچنے کی دعائیں سکھاتے تھے اور کیسی جامع دعائیں سکھاتے تھے، اس کا ایک صحابی نے یوں بیان فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دعا سکھلائی کہ **اے اللہ! ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ ہماری اصلاح کر دے اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا۔ اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے جا۔ اور ہمیں ظاہر اور باطن فواحش سے بچا۔ اور ہمارے لئے ہمارے کانوں میں، ہماری آنکھوں میں، ہماری بیویوں میں اور ہماری اولادوں میں برکت رکھ دے اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تُو ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا اور ان کا ذکر خیر کرنے والا اور ان کو قبول کرنے والا بنا اور اے اللہ ہم پر نعمتیں مکمل فرما۔** *(سنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشہد حدیث 969)*

پس یہ دعا ہے جو دنیاوی غلط تفریح سے بھی روکنے کے لئے ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20؍مئی 2016ء بمقام مسجد گوٹن برگ، سویڈن)(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 10؍جون 2016ء)

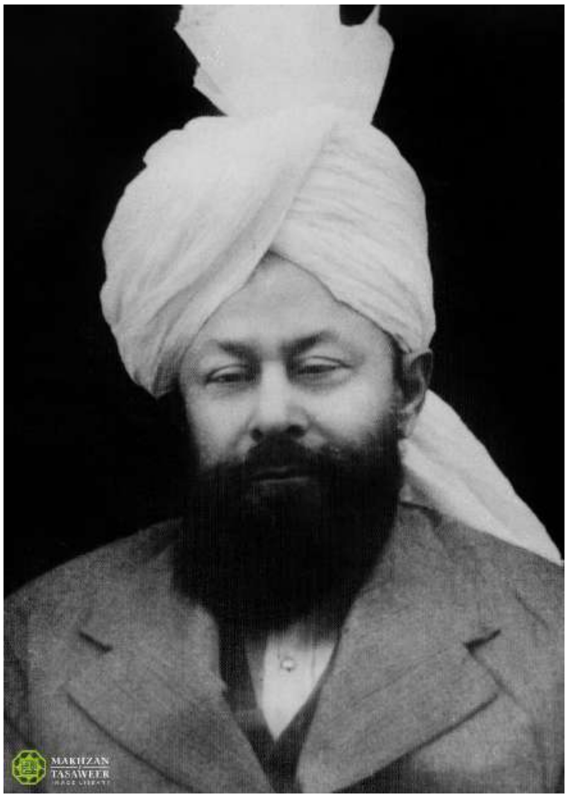

برلن میں خانہ خدا بنانے کی تحریک احمدی خواتین کا اولوالعزمانہ ایثار

(فرمودہ 2 مارچ 1923ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انورؓ نے فرمایا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک قول جو ایک عام قانون قدرت کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ مجھے بہت پسند آتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

کسی درخت کی قیمت، کسی درخت کی حقیقت، کسی درخت کا فائدہ اس کی عام رفع رسانی اور اس کا لوگوں کے لئے موجب برکات ہونا اس کا اندازہ اس کے پھل سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔ پھل سے یہ مراد نہیں کہ وہ میوہ جو کھایا جاتا ہے بلکہ پھل سے وہ مقصد اور مدعا وہ کام اور غرض مراد ہے جس کے لئے کوئی درخت لگایا جاتا ہے۔ ایک درخت جو اس لئے لگایا جاتا ہے کہ اس کے پتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس کے پتے ہی اس کا پھل ہیں۔ ایک درخت جو اس لئے لگایا جاتا ہے کہ اس کا ایندھن بنایا جائے۔ اس کی لکڑی اس کا پھل ہے۔ ایک ایسا درخت جو میوے کے لئے لگایا جاتا ہے اس کا میوہ اس کا پھل ہے۔ غرض جو درخت جس مقصد کے لئے لگایا جاتا ہے اگر اسی کے مطابق وہ میوہ پیدا کرتا ہے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو وہ اعلیٰ درجہ کا پھل لاتا ہے۔ مثلاً ایک ایسا درخت جو پتوں کی غرض سے لگایا جاتا ہے یعنی اس کے پتے ایسے مفید ہوتے ہیں کہ دوائیوں میں پڑتے ہیں۔ یا اس کی شاخیں ایسی عمدہ اور کار آمد ہوتی ہیں کہ صنعت و حرفت میں کام آتی ہیں۔ یا اس کا سایہ ایسا اچھا ہوتا ہے

کہ لوگ اس سے آرام پاتے ہیں۔ جب یہ کام دینے لگ جائے تو وہ درخت اچھا ہو گا کیونکہ اس کا پھل اچھا ہے۔ لیکن اگر وہ اس غرض کو پورا نہیں کرتا جس کے لئے لگایا گیا تو وہ درخت اچھا نہیں ہو گا۔ اس کو اگر ساری دنیا اچھا کہے تو وہ اچھا نہیں بن سکتا۔ اور اگر اس کی جو غرض ہو اسے وہ پورا کرے تو ساری دنیا کے برا کہنے سے وہ برا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس سے ہزاروں جگہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ کسی **سلسلہ کی سچائی** اور اس کی **راستی کا معیار** بھی یہ بات ہے کہ آیا اس کا پھل قیمتی اور کار آمد ہے یا نہیں۔ وہ سلسلہ اس غرض اور غائت کو پورا کرتا ہے یا نہیں، جو روحانی سلسلہ کی ہوا کرتی ہے۔ اگر کوئی سلسلہ اپنی تاثیرات اور اپنے اثرات اور اپنی رفع رسانیوں سے ثابت کر دے کہ وہ اس غرض کو پورا کر رہا ہے جو روحانی سلسلہ کی ہوا کرتی ہے تو وہ اعلیٰ اور سچا ہے لیکن اگر کوئی سلسلہ اپنے پھلوں سے اپنے اعلیٰ ہونے کا ثبوت نہیں دیتا تو وہ سچا کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

قیمت فی پرچہ ۱ر

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۶۹ | مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۹ - رجب المرجب ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

ہمارے سلسلہ کے متعلق بھی لوگوں کو شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اور شبہات پیدا کیا ہوتے ہیں؟ یوں کہو کہ چونکہ ہمارا سلسلہ ان لوگوں کے عقائد اور خیالات کو باطل قرار دیتا اور ان کو رد کرتا ہے اس لئے عام طور پر وہ لوگ سلسلہ کی مخالفت پر کھڑے رہتے ہیں اور عیب نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ایک عقلمند اور منصف انسان کے لئے فیصلہ کرنے میں بہت آسانی اور سہولت ہو جاتی ہے۔ اگر وہ یہ دیکھے کہ کیا اس سلسلہ کے پھل ایسے ہی ہیں جیسے پہلے روحانی سلسلوں کے ہوتے رہے ہیں؟ اگر اسے ویسے ہی پھل نظر آئیں تو اس سے سلسلہ کو بھی روحانی ماننا پڑے گا۔ لیکن اگر کوئی پھر بھی اعتراض کرے گا تو یہ اس کی اندرونی خرابی اور نقص کی وجہ سے ہو گا۔ نہ یہ کہ سلسلہ سچا نہیں ہو گا۔ دیکھو اگر نیشکر اعلیٰ درجہ کا ہے اور اس کے چکھنے سے کسی کو کڑواہٹ معلوم ہوتی ہے تو یہ نیشکر کا نقص نہیں ہو گا بلکہ چکھنے والے کا ہو گا۔ اسی طرح اگر شیریں پھل سے کسی کے منہ میں کڑواہٹ پیدا ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ پھل خراب ہے بلکہ یہ چکھنے والے کے اندر مرض ہے۔ اسی طرح

اگر ایک کھانے کا عمدہ ہونا دلائل اور مشاہدات سے ثابت ہو جائے اور پھر کچھ لوگ اس کے متعلق اعتراض کریں کہ یہ پھیکا ہے۔ بدمزہ ہے یا کہ اس میں نمک زیادہ ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ کھانا خراب ہے بلکہ یہ کہ نقص نکالنے والوں میں نقص ہے۔ اس صورت میں ہمارے لئے یہ ضروری نہیں ہو گا کہ ہم کھانے کی اصلاح کریں بلکہ یہ ضروری ہو گا کہ اعتراض کرنے والوں کی بیماری کی اصلاح کریں۔ ان کے ناک زبان اور عقل کی شہادت اس امر کے لئے کافی نہیں ہو گی کہ کھانے میں تغیر کریں بلکہ وہ اس امر کی طرف توجہ دلائے گی کہ ان کی بیماری کی طرف توجہ کی جائے۔

اس وقت ہمارے سلسلہ اور سلسلہ کے کاموں کے متعلق ایک نئی تحریک کے متعلق اسی قاعدہ کے مطابق صداقت ثابت ہوئی ہے۔ تین چار ہفتے ہوئے میں نے **مسجد برلن کے لئے اعلان** کیا تھا۔ ہماری جماعت غریب اور کمزوروں کی جماعت ہے۔ پھر اس کے اخراجات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ ایسی بڑی بڑی رقمیں جن کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے جمع کر سکتی ہے۔ خلافت ٹرکی کے لئے چندہ کی سارے ہندوستان میں تحریک کی گئی۔ اور مسلمانوں میں ایسے ایسے لوگ موجود ہیں جو اکیلے کروڑ کروڑ روپیہ دے سکتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان کی رقمیں دس بارہ لاکھ سے زیادہ نہ ہو سکیں۔ اور اس کا اثر ایسا پڑا کہ اگر خلافت کے لئے چندہ دیتے ہیں تو یہاں کی تحریکوں کو چلانے کے لئے کچھ نہیں رہتا حتّٰی کہ مرکزی خلافت کمیٹی کو فیصلہ کرنا پڑا کہ انگورہ فنڈ سے روپیہ کاٹ کر یہاں کہ اخراجات میں لگایا جائے۔

اس کے مقابلہ میں ہماری جماعت ہے جو مال اور تعداد کے لحاظ سے یہاں کی سب اقوام سے کم ہے حتّٰی کہ صرف پنجاب میں جتنے چوڑھے رہتے ہیں ان سے بھی احمدی کم ہیں اور مال کے لحاظ سے بھابڑے وغیرہ بہت چھوٹی اقوام بلکہ ان قوموں کے بعض افراد کے پاس جتنا مال ہے اتنا ہماری ساری جماعت کے پاس نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ اس جماعت سے جو کام لے رہا ہے۔ اس کی طرف دیکھو کہ وہ کیسا عظیم الشان ہے۔ ہندوستان میں سات آٹھ کروڑ کے قریب کہتے ہیں کہ مسلمان ہیں پھر **مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال** تھا۔ ہمارے چندہ کے متعلق یہ سوال نہیں تھا۔ مسجد لندن ایک تحریک تھی اور بہت بابرکت اور ضروری تحریک تھی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اگر لندن میں مسجد نہ بنی تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ اسی طرح برلن میں مسجد کی تحریک ہے۔ یہ مفید ہے مگر یہ نہیں کہ اگر نہ بنی تو ہماری جماعت ٹوٹ جائے گی۔ مگر مسلمانوں کی تحریک ایسی تھی کہ وہ خود کہتے تھے، اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو مسلمان تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ لیکن باوجود اس کے ان کے لئے چند لاکھ روپیہ جمع کرنا مشکل ہو گیا۔ بالمقابل اس کے ہماری جماعت جو ان کا سواں حصہ بھی نہیں بنتی۔ ایک لاکھ روپیہ چند دنوں میں مسجد لندن کے لئے دے دیتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر **ہماری زندگی اور موت کا سوال** ہو تو ہماری مٹھی بھر جماعت دو کروڑ روپیہ بھی جمع کر سکتی ہے۔ اور اس سے زائد ہم اس لئے جمع نہ کریں گے کہ اور دینا نہ چاہیں گے بلکہ اس لئے کہ ہمارے پاس کچھ اور ہو گا ہی نہیں۔ وہ سوال جو ہمارے لئے زندگی اور موت کا سوال ہو گا۔ اس کے لئے روپیہ کی انتہا

خواہ کوئی بھی ہو۔ اس لئے نہ ہوگی کہ اس سے زیادہ ہم دینا نہ چاہیں گے بلکہ اس لئے ہوگی کہ ہمارے پاس دینے کے لئے کچھ اور ہوگا ہی نہیں۔ باقی صرف جانیں ہوں گی اور جانوں کے دینے سے بھی دریغ نہ ہوگا۔ کیا عقلمند اور سمجھدار لوگوں کے لئے یہ بات غور و فکر کے قابل نہیں ہے کہ ایک ایسی قوم جو مدتوں سے مُردہ چلی آتی ہے۔ اس کے افراد میں ایسی روح ایسا جوش اور ایسا ولولہ پیدا ہو جائے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں یہ خدا تعالیٰ کا ہی کام ہے کہ اس نے ایسی حالت پیدا کر دی ہے۔ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ دیکھو بڑے بڑے لوگ اٹھے جنہوں نے لوگوں کی عقلوں اور فہموں پر تصرف حاصل کر لیا۔ مگر ان کا تصرف عارضی اور چند دن کا تھا۔ مسٹر گاندھی کو کتنا عروج ہوا، مگر عارضی۔ محمد علی شوکت علی صاحبان کو کس قدر لوگوں نے بلند کیا۔ مگر عارضی۔ کچھ عرصہ پہلے مسٹر گاندھی کا کتنا شور تھا مگر دو ہی سال کے عرصہ میں آج ان کو لوگوں پر پہلے اثر کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں۔ ان عارضی جوشوں کی ایسی ہی مثال ہوتی ہے۔ جیسے رُوڑیوں پر پھول اُگ آتے ہیں اور چند دن میں مرجھا جاتے ہیں۔ مگر جو پھول باغ میں ہوتے ہیں ان کی باغبان نگرانی کرتا ہے۔ ایک مرجھا جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ لگا دیتا ہے۔ تو انسانوں کے پیدا کئے ہوئے جوش مستقل نہیں ہوتے۔ مگر خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ جوش میں استقلال ہوتا ہے۔ جب کبھی ذرا سستی پیدا ہونے لگے۔ تو اور جوش پیدا کر دیتا ہے۔ برلن میں مسجد کے متعلق جو تحریک کی گئی ہے۔ اس میں دیکھا گیا ہے کہ عورتوں نے اپنے اخلاص کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے جو کسی اور جگہ ہرگز نہیں مل سکتا۔ اس وقت تک 25 ہزار کے وعدے ہو چکے ہیں اور کوئی تعجب نہیں کہ جو رقم کہی گئی ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہو جائے۔ کیونکہ ابھی تک کئی جماعتیں باقی ہیں۔

اس تحریک کے متعلق دیکھا جائے تو اس میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور وہی بات آج میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض ایسے سامان پیدا کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہ تحریک مقبول ہے۔ جہاں دوسرے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ مال خرچ کرنے کی وجہ سے ان میں سے لوگ مرتد ہو جاتے ہیں۔ وہاں ہمیں ایک نیا تجربہ ہوا ہے۔ میں نے اس مسجد کی تحریک کے لئے یہ شرط رکھی تھی کہ احمدی عورتوں کی طرف سے یہ مسجد ہوگی جو ان کی طرف سے نومسلم بھائیوں کو بطور ہدیہ پیش کی جائے گی اب بجائے اس کے کہ وہ عورتیں جنہیں کمزور کہا جاتا ہے۔ اس تحریک کو سن کر پیچھے ہٹتیں عجیب نظارہ نظر آیا اور وہ یہ کہ اس تحریک پر اس وقت تک گیارہ عورتیں احمدیت میں داخل ہو چکی ہیں تاکہ وہ بھی اس چندہ میں شامل ہو سکیں۔ یہ خبر اس وقت تک آ چکی ہے۔ اوروں کا پتہ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عورتیں پہلے ہی احمدی تھیں۔ کوئی اس لئے مذہب نہیں بدلا کرتا کہ چندہ دے۔ وہ پہلے احمدی تھیں مگر ان میں احمدیت کے اظہار کی جرأت نہ تھی۔ اب انہوں نے دیکھا کہ اگر اب بھی جرأت نہ کی تو اس ثواب سے محروم

رہ جائیں گی۔ گویا اس طرح اس تحریک نے گیارہ روحوں کو ہلاکت سے بچالیا۔ اور یہ پہلا **پھل** ہے جو اس تحریک سے ہم نے چکھا ہے کہ گیارہ روحیں ہلاکت سے بچ گئی ہیں۔ ایک مثل مشہور ہے اور وہی بات یہاں بن جاتی ہے۔ کہتے ہیں ایک بادشاہ گذر رہا تھا کہ اس نے دیکھا ایک بوڑھا 80-90 سال کی عمر کا درخت لگا رہا ہے۔ وہ درخت کوئی اس قسم کا تھا جو لمبے عرصہ کے بعد پھل دیتا ہے۔ بادشاہ نے اس بوڑھے کو کہا۔ یہ درخت تو بہت عرصہ کے بعد پھل دے گا۔ تم اس سے کیا فائدہ اٹھا سکو گے۔ بڈھے نے کہا بادشاہ سلامت بات یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا نے درخت لگائے جن سے ہم نے پھل کھائے۔ اب ہم درخت لگاتے ہیں جن سے آئندہ آنے والے پھل کھائیں گے۔ بادشاہ نے یہ سن کر کہا زہ یعنی کیا خوب بات کہی ہے۔ اور اس کا حکم تھا کہ جس کی بات پر میں زہ کہوں۔ اسے چار ہزار روپیہ دینا چاہئے۔ جب بادشاہ نے زہ کہا تو چار ہزار کی تھیلی اسے دے دی گئی۔

بڈھے نے تھیلی ہاتھ میں لے کر کہا۔ بادشاہ سلامت آپ کہتے تھے کہ تو اس درخت کا پھل کب کھائے گا۔ لوگوں کے درخت تو دیر سے پھل دیتے ہیں میرے درخت نے لگاتے لگاتے ہی پھل دے دیئے۔ بادشاہ نے پھر کہا۔ زہ اور خزانچی نے چار ہزار کی اور تھیلی اسے دے دی۔ بڈھے نے دوسری تھیلی لے کر کہا۔ بادشاہ سلامت لوگوں کے درخت تو سال میں ایک دفعہ پھل دیتے ہیں میرے درخت نے بیٹھے بیٹھے دو دفعہ پھل دے دیئے۔ بادشاہ نے پھر کہا زہ۔ اور تیسری تھیلی اسے دی گئی۔ اس پر بادشاہ نے کہا یہ بڈھا تو ہمیں لوٹ لے گا۔ چلو یہاں سے چلیں اور روانہ ہو گیا۔

مسجد برلن کے متعلق بھی زہ والی ہی مثال ہے۔ لوگوں کی مسجدیں تو اس لئے بنتی ہیں کہ جو ایمان لے آئے ہیں وہ نمازیں پڑھیں۔ مگر ہماری مسجدوں کی تحریکوں میں لوگ ایمان لے آتے ہیں۔ یہ درخت کا پھل ہے جو بتاتا ہے کہ یہ درخت کس قسم کی خوبیاں رکھتا ہے۔ پھل سے ہی درخت کی خوبی معلوم ہوتی ہے اور اس درخت کے پھل نے بتا دیا ہے کہ یہ بہت اعلیٰ ثمرات رکھتا ہے۔ دیکھو جس درخت کو لگاتے ہوئے اس کی جڑ میں گیارہ آدمیوں کے ایمان کا پانی سینچا جائے گا وہ کیسا اعلیٰ ہوگا اور اپنے وقت پر وہ کیسے ثمرات دے گا۔

اس کے بعد میں یہاں کی جماعت کے لوگوں کو اور ان کی عورتوں کو اور باہر کی جماعتوں کو اور ان کی عورتوں کو مخاطب کرتا ہوں کہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کے چندے نہیں آئے تازہ تازہ کام کے کرنے میں جو ثواب اور لطف ہوتا ہے وہ بعد میں نہیں ہوتا۔ اور سابقون کو جو درجہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ بعد میں آنے والوں سے بہت اعلیٰ ہوتا ہے وہ بعد میں نہیں ہوتا۔ اور سابقون کو جو درجہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ بعد میں آنے والوں سے بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔ دیکھو ایک صحابی تو ابو بکرؓ بن گیا اور ایک وہ صحابی ہوگا جو بعد میں ایمان لایا۔ اور اس کا نام کوئی نہیں جانتا۔ اس کی کیا وجہ ہے یہی کہ ابو بکرؓ اس وقت ایمان لایا جب اس کے کان میں آواز پڑی۔ اور دوسرے بعد میں ایمان لائے۔ تو دیر سے کام کرنے میں بھی ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہاں بھی وہ مستورات جنہوں نے چندے نہیں دیئے یا ادا نہیں کئے اور باہر کی جماعتوں کی مستورات کو بھی جنہوں نے چندے نہیں لکھائے یا ادا نہیں کئے تحریک کرتا ہوں کہ وقت پر ایک پیسہ جو فائدہ دے سکتا ہے۔ بے وقت ہزار ہا روپیہ بھی اتنا فائدہ نہیں دے سکتا۔ پس جن بہنوں نے چندے لکھائے ہیں ان کو چاہئے کہ جلدی ادا کریں اور بھائیوں کو چاہیئے کہ ان کو تحریک کرتے رہیں۔ اگرچہ اس کام میں مردوں کا چندہ نہیں رکھا گیا مگر وہ عورتوں میں تحریک کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اب کئی گھبرا کر لکھ رہے ہیں کہ ہماری عورتیں غیر احمدی ہیں ہم کیا کریں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمہاری **سستی کا خمیازہ** ہے کیوں تم نے ان کو احمدی نہیں کیا۔ اور جب تم نے اس قدر سستی دکھائی ہے تو یہی وقت ہے کہ تمہیں چوٹ لگے اور تم محسوس کرو کہ تم سے کس قدر کوتاہی ہوئی ہے۔

پھر یہ بھی ایمان کی علامت ہے کہ کئی لوگ لکھ رہے ہیں کہ آپ دعا فرمائیں میری بیوی چندہ دینے میں کمزوری نہ دکھائے۔ کہتے ہیں کسی مولوی نے عورتوں میں چندہ کی تحریک کی۔ اس کی اپنی بیوی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بھی ایک بالی دے آئی۔ جب وہ گھر آیا اور معلوم ہوا کہ اس کی بیوی نے بھی بالی دی ہے تو کہنے لگا تم نے کیوں دی؟ یہ تحریک تو اوروں کے لئے تھی نہ کہ اپنے گھر کے لئے۔ لیکن ہماری جماعت کے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ لکھ رہے ہیں۔ دعا کی جائے کہ ان کی عورتیں چندہ دینے میں کوتاہی نہ کریں۔ پھر بعض لکھ رہے ہیں کہ وفات یافتہ بیوی کی طرف سے چندہ دینے کی اجازت دی جائے۔

غرض یہ ایسا نظارہ ہے کہ جو اپنی نظیر نہیں رکھتا اور جس کا نمونہ صحابہ کے زمانہ میں ہی پایا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لئے جانیں بھی قربان کرنی پڑیں تو ہماری جماعت دریغ نہ کرے گی۔

دوستوں کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے جلدی اس ثواب کو حاصل کرنے کی عورتوں کو تحریک کریں کیونکہ اگر اس وقت مسجد بننے لگے۔ تو اس رقم میں بن سکتی ہے ورنہ بعد میں ممکن ہے کہ دس لاکھ میں بھی نہ بن سکے۔ پس مردوں کو چاہئے کہ تحریک میں جلدی کریں اور عورتیں چندے دینے میں جلدی کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق دے اور ہدایت پر قائم رکھے۔

(الفضل 8 مارچ 1923ء)

دعا بحضور سرکارِ محبت

منظوم کلام

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

اے شاہِ زماں! خالقِ انوارِ محبت
اے جانِ جہاں! رونقِ گلزارِ محبت

کوچہ میں ترے گرم ہے بازارِ محبت
"سر بیچتے پھرتے ہیں خریدارِ محبت"

ہم کو بھی عطا ہو کہ تری عام ہے رحمت
اک سوزِ دروں خلعتِ دربارِ محبت

شعلہ سا ترے حکم سے سینوں میں بھڑک جائے
پھر بجھ نہ سکے تا بہ ابد نارِ محبت

ہاتھوں میں لئے کاسۂ دل آئے ہیں مولا
خالی نہ پھریں تیرے طلبگارِ محبت
آمین

الفضل"14نومبر1936ء
(در عدن)

بزمِ ادب

برکات خلافت

(طوبیٰ منیر بسراء)

"خلافت"، خاء کی زیر کے ساتھ، پانچ حرفی نہ صرف عربی لفظ ہے بلکہ ایک ایسا بابرکت ادارہ (Institution) ہے۔ جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کے لقب سے ہوتا ہے۔ لیکن آج مجھے ایک ایسی خلافت کی برکات و فیوض کا ذکر کرنا ہے جو ایک نبی کی وفات کے بعد شروع ہوتی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے، صفحۂ ہستی پر قائم رہ کر اپنی برکات بکھیرتی اور لوگوں کو مستفیض کرواتی ہے۔

ویسے تو میں خلافتِ راشدہ کی ان گنت برکات کا تذکرہ کرنے لگوں تو کئی دنوں تک ختم نہ ہو لیکن آج میں اس مختصر سے وقت میں خلافتِ احمدیہ کی چند برکات کا ذکر اختصار کے ساتھ کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکات کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات بالخصوص سورۃ النور آیت 56-57 میں فرمایا ہے جو یہ ہیں۔

1۔ **ایمان اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے ساتھ خلافت کے قیام کا وعدہ**۔ جب تک خلافت قائم رہے گی تب تک خلافت پر ایمان لانے والے لوگ حقیقی معنوں میں مومن اور اعمالِ صالحہ سے مزین رہیں گے۔

2۔ **تمکنت دین** یعنی دین مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔

3۔ خلافت سے ہر **خوف امن میں تبدیل** ہوگا اور جماعت پُر امن رہ کر ترقی کرتی چلی جائے گی۔

4۔ **توحید**، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم رہے گی۔

5۔ **نماز کا قیام**، زکوٰۃ کی ادائیگی اور کامل اطاعت کے نمونے دکھلانا بھی اس کی برکات میں شامل ہیں۔

آج صفحہ ہستی پر مسلمانوں میں صرف آپ ہاں صرف آپ احمدی مسلمان وہ مبارک وجود ہیں جن میں خلافت قائم ہے۔ اور ہمارے خلیفہ وقت کو اب تمام دنیا میں Khalifa of Islam کا لقب مل چکا ہے جبکہ باقی مسلمان خلافت کی تلاش میں مارے مارے سرگرداں پھرتے، خلافت کی ضرورت اور اہمیت پر تقاریر کرتے، ریلیاں نکالتے اور سڑکوں پر جلوس نکالتے نظر آتے ہیں۔ ان کا اس امر کا اظہار کہ خلافت ہونی چاہیے اپنی ذات میں خلافت کی برکات اور فیوض کا اعلانیہ اعتراف ہے۔ ان نام لیوا مسلمانوں کو کیا معلوم کہ خلافت انعام خداوندی ہے جو ان شرائط پر پورا اترنے والے مسلمانوں کو دی جاتی ہے جن کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔ آئیں! اختصار کے ساتھ ان برکات کا احاطہ کرتے ہیں جو اُوپر بیان ہوئی ہیں۔

نمبر 1۔ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں خلافت کامیابی کے ساتھ قائم و دائم ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ جماعت احمدیہ میں کامل ایمان لانے والے اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے مبارک وجود موجود ہیں۔ بالخصوص آج کے اس مادہ پرست دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے وفادار احمدی عطا کیے ہیں جو اپنے جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کرنے میں دوسروں سے کم نہیں بلکہ پیش پیش ہیں۔

نمبر 2۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو دنیا بھر میں ایسے تمکنت عطا کر رہا ہے کہ دنیا بھر کے بادشاہوں کے محلات میں احمدیت کو اسلام کے نمائندہ کے طور پر مقام ملتا اور ادب و احترام سے پیش آتے ہیں۔ جہاں تک دوسرے مسلمانوں کا تعلق ہے وہ اس سوچ میں گُم ہیں کہ ہم کس طرح احمدیوں کو اس دنیا سے ختم کریں۔ یہ تو مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جارہے ہیں بلکہ یوں کہنا درست ہوگا کہ وہ اب زمینی حدود سے نکل کر آسمانی حدود میں داخل ہو چکے ہیں۔ جن سے اب مقابلہ ممکن نہیں۔

نمبر 3۔ جماعت میں ہر آنے والا خوف، خلافت کی برکت سے امن میں تبدیل ہوا۔ کیا کیا پہاڑ نہیں توڑے گئے، جانیں لی گئیں، جائیدادیں جلائی گئیں۔۔۔ اب تو تعلیمات پر قدغنیں لگانے کے منصوبوں پر دشمن عمل پیرا ہے۔ لیکن خلیفۃ المسیح نے ہر موقع پر پُر امن رہنے کی تعلیم دے کر ہمیں محفوظ کروایا اور دشمنوں کی روکیں ہمارے لیے روکیں ثابت نہ ہوئیں بلکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ اسلام احمدیت کی حسین تعلیمات کو ہمارے تک پہنچا کر خوف کو امن میں بدل دیا۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس مبارک نظام سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو وابستہ رکھیں اور برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرز تحریر اختیار کرنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 10/ جولائی 1931ء کو جماعت کے مصنفوں، اخبار نویسوں اور مضمون نگاروں کو یہ اہم تحریک فرمائی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز تحریر اپنائیں تا ہمارے جماعتی لٹریچر ہی میں اس کا نقش قائم نہ ہو بلکہ دنیا کے ادب کا رنگ ہی اس میں ڈھل جائے۔ چنانچہ حضورؓ نے فرمایا:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دنیا میں جو بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی برکت آپ کا طرز تحریر بھی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام

کے الفاظ جو ان کے حواریوں نے جمع کئے ہیں یا کسی وقت بھی جمع ہوئے ان سے آپ کا ایک خاص طرز انشاء ظاہر ہوتا ہے اور بڑے بڑے ماہرین تحریر اس کی نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز تحریر بھی بالکل جداگانہ ہے اور اس کے اندر اس قسم کی روانی زور اور سلاست پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے، باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیاء کا کلام مبالغہ، جھوٹ اور نمائشی آرائش سے خالی ہوتا ہے اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جا رہی ہیں اور یہ انتہا درجہ کی ناشکری اور بے قدری ہوگی۔ اگر ہم اس عظیم الشان طرز تحریر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے طرز تحریر کو اس کے مطابق نہ بنائیں۔"

نیز فرمایا:

"پس میں اپنی جماعت کے مضمون نگاروں اور مصنفوں سے کہتا ہوں کسی کی فتح کی علامت یہ ہے کہ اس کا نقش دنیا میں قائم ہو جائے۔ پس جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نقش قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمہ ہے۔ آپ کے دلائل کو قائم رکھنا ہمارے ذمہ ہے۔ آپ کی قوت قدسیہ اور قوت اعجاز کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے۔ آپ کے نظام کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے وہاں آپ کے طرز تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمہ ہے۔"

اس ضمن میں حضورؓ نے اپنا تجربہ یہ بتایا کہ

"میں نے ہمیشہ یہ قاعدہ رکھا ہے۔ خصوصاً شروع میں جب مضمون لکھا کرتا تھا۔ پہلا مضمون جو میں نے تشحیذ میں لکھا وہ لکھنے سے قبل میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو پڑھا تا اس رنگ میں لکھ سکوں اور آپ کی وفات کے بعد جو کتاب میں نے لکھی اس سے پہلے آپ کی تحریروں کو پڑھا اور میرا تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے میری تحریر میں ایسی برکت پیدا ہوئی کہ ادیبوں سے بھی میرا مقابلہ ہوا اور اپنی قوت ادبیہ کے باوجود انہیں نیچا دیکھنا پڑا۔"

(الفضل 16/جولائی 1931ء صفحہ 5)

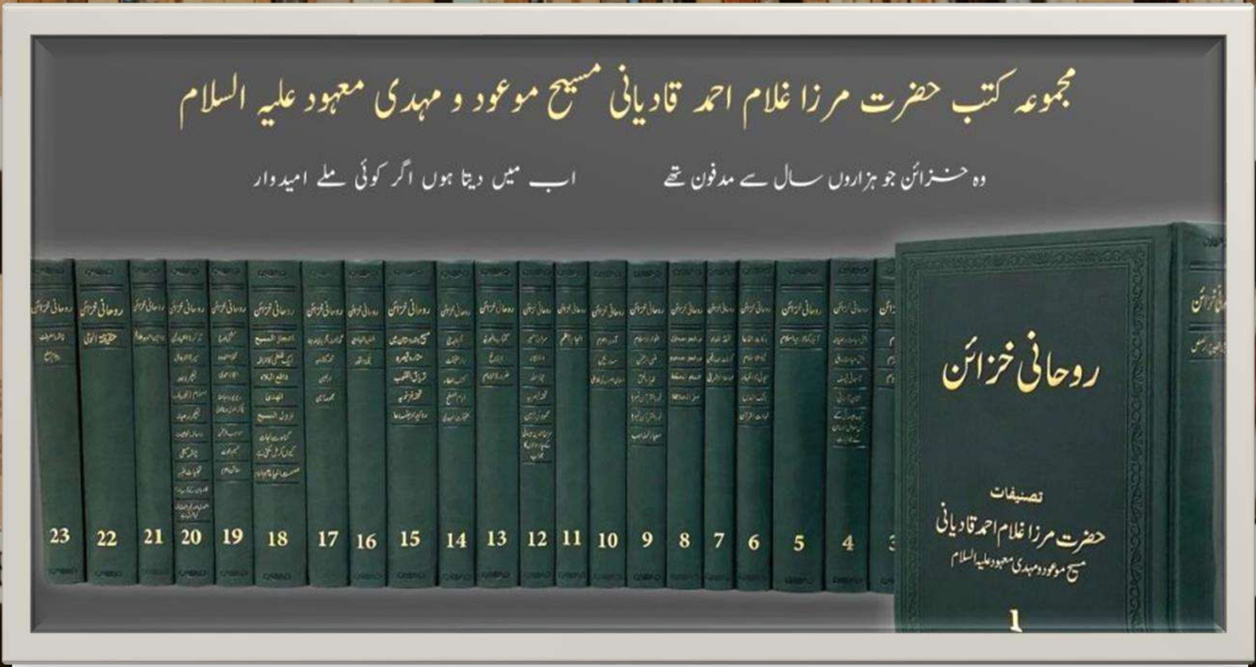

روحانی خزائن

سلسلہ حل لغت

براہین احمدیہ۔حصہ اول

قسط ا (صفحہ 1-17)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی تائید میں اردو، فارسی اور عربی میں تقریباً 84 سے زائد گراں قدر اور پُر معارف تصانیف فرمائی ہیں۔ ان تصانیف کو "**روحانی خزائن**" کے نام سے مرتب کر دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تحریرات کے مطالعہ کی تاکید فرمائی ہے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ نوجوان نسل کو بعض الفاظ کو سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے اور اس وجہ سے وہ ان تحریرات کی گہرائی میں جا کر مطالعہ نہیں کر سکتی۔ اس مقصد کے پیش نظر النصرت "حل لغت" کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے کہ جس میں ان کتب کے مشکل الفاظ کے معانی ترتیب وار بیان کر دیے جائیں۔ اُمید ہے بہنیں اس سے استفادہ فرمائیں گی۔

جزاکم اللہ

صفحہ نمبر	الفاظ	معانی	صفحہ نمبر	الفاظ	معانی
2	گزارش	درخواست		عذر	،معذرت
	مبسوط	پھیلا ہوا، محیط		مطبع	اشاعت گھر، چھاپہ خانہ
	ضخامت	حجم، موٹائی		توقف	دیر، رکاوٹ
	لوازم	ضروری چیزیں	5	التماس	گزارش، درخواست
	لطافت	نفاست، خوبصورتی		عمائد	معززین، قوم کے سردار
	موزونیت	درست اور زیبائش		اکابر	بڑے لوگ
	مصارف	اخراجات		راغب	مائل، رغبت رکھنے والا،
	گراں	بوجھل، بھاری		واجبات	ضروری، لازم، مناسب
	اولوالعزم	بلند ہمت، بلند ارادہ رکھنے والے		کریمانہ	،فیاضی، مہربانی
	ارادت	کسی کے ساتھ دلی لگاؤ، عقیدت مندی		ممنون	شکر گزار، جس پر احسان کیا گیا ہو
	اعانت	مدد		مواعید	وعدے
	جبر	،مقابلہ، موازنہ		عملدرآمد	تعمیل، بجاآوری
	فراہمی	بہم پہنچانا، مہیا کرنا		افادہ، افاضہ	فائدہ پہنچانا
3	مستثنیٰ	الگ کیا ہوا، علیحدہ		مستفیض	فائدہ اٹھانے والا
	ذی ہمت	ھمت والے	6	ظہور	ظاہر ہونا
	حمایت	مدد		عالی ھمتی	بلند ھمتی
	اعلاء	بلند		مبلغ	نقدرقم
	دریغ	پیچھے رھنا		فراہم کرنا	پہنچانا
	ممدوحین	جن کا ذکر کیا گیا، یا تعریف کی گئ		والانامہ	نامہ، بزرگ یا مرتبے کا خط
4	زیرباریاں	ذمہ داریاں، بوجھ، اخراجات		سعی	کوشش
	معجزہ	حیرت انگیز، جو انسانی طاقت سے باہر ہو		مرحمت	عنایت، مہربانی
	المشتھر	اشتھار دینے والا		علی ھاذالقیاس	اندازے کے مطابق
	مہتمم	منتظم، نگران		داماقبالھا	اسکا مقام یا مرتبہ ہمیشہ بلند رہے

صفحہ نمبر	الفاظ	معانی	صفحہ نمبر	الفاظ	معانی
	اقبالھا	اسکا بلند مرتبہ		ادراک	ذہنی پختگی
	غایت درجہ	بے انتہا		تدبر	سوجھ بوجھ، تدبیر سے کام لینا
7	دین متین	مضبوط، مستحکم دین		کوچہ	گلی، بستی
	واضح الوجوب	ظاہری طور پر واجب		ناآشنا	بے خبر، ناواقف
	ایماء	مرضی	8	الحاد	بے دینی، کفر، لادینیت
	حاجت	ضرورت		ارتداد	دین سے پھر جانا، مرتد، ترک اسلام
	برہمی درہمی	بکھرے ہوئے، منتشر		پرآشوب	فساد سے بھرا ہوا
	باطل	حق کی ضد، جھوٹا		اصطباغ	بپتسمہ: نومولود بچے کے سر پر مقدس پانی ڈال کر اسے عیسائی مان لیا جانا
	باطل اعتقادات	جھوٹے عقیدے		ملحد	بے دین، دین سے پھر جانے والا
	فاسد خیالات	خرابی پیدا کرنے والے خیالات		مناظرہ	باہمی بحث خصوصاً مذہبی مسائل پر
	وضعوں	طور طریقے (انداز، طریق)		مباحثہ	باہمی سوال وجواب
	ابطال	جھٹلانا، رد کرنا		چاکری	نوکری، غلامی
	ازالہ	،زائل کرنا، مٹانا		شعار	طور طریقہ
	مدافعت	بچاؤ، مزاحمت		ناپدید	پوشیدہ، نظر سے اوجھل
	ساکت	خاموش، چپ		افحام	جھگڑا کرنے والوں کی عقل و فہم
	ملزم	الزام دینے والا		منقوش خاطر	پختہ کرنا، نقش کرنا
	کلی	پورا، مکمل		کفایت	کافی ہونا، حسب ضرورت ہونا
	فساد	جھگڑا، خرابی		تحقیقات	بیانات کا لکھنا اور ثبوت اکھٹا کرنا
	اغوا	فریب دہی، ورغلانا		انکشاف	کسی بات کا غیب سے القا ہونا
	اضلال	گمراہ کرنا	9	حاجتیں	ضرورتیں
	وسوسہ	دل میں گزرنے والا برا خیال شیطانی خیال، وہم		عمیق	گہرا، دقیق
	مکاتب	مدرسے		مستحکم	مضبوط، پائیدار، قائم رہنے والا
	فہم	عقل، سمجھ		دلائل	ثبوت، حجت، دلیل کی جمع

صفحہ نمبر	الفاظ	معانی	صفحہ نمبر	الفاظ	معانی
	مقتضا	مطلب، موقع، مصلحت		نفوس قدسیہ	نیک، برگزیدہ اشخاص، پاک روحیں
	بستم حصہ	بیسواں حصہ		اتالیق	سکھانے والا، استاد، ٹیچر
	صانع عالم	دنیا بنانے والا (خدا)		تادیب	ادب سکھانا
	مقر	اقرار کرنے والا، تسلیم کرنے والا، قائل		فیوض	فائدہ رسانی، سخاوت
	روبرو	آمنے سامنے		منان	بہت احسان کرنے والا
	اثبات	دلائل سے ثابت کرنا		استحقاق	حقداری، مستحق ہونا
	تنازع	جھگڑا، لڑائی	17	عین	بالکل، ٹھیک ٹھیک، قطعی
	عندیات	خیالات، رائیں		گم گشتہ	کھویا ہوا
	عزرات	بہانے، مجبوریاں		مربّی	سرپرست، پنچانے والا
	شبہات	شکوک		راہ راست	حق کی راہ، صحیح راستہ
	فروگزاشت	غلطی، بھول چوک		نور آفشاں	نور بکھیرنے والا پھیلانے والا
	حجت	دلیل، جھگڑا، تکرار		معالج	علاج کرنے والا، ڈاکٹر
	مجوسی	آتش پرست، چاند سورج کی پوجا کرنیوالا		زمان	عہد، دور، زمانہ
	چارہ	علاج، تدبیر		کرامت	بزرگی، انوکھی بات، خوبی، عمدگی
	معاندین	دشمن، مخالفین		شجاع	بہادر، دلیر
10	حیلہ	بہانہ، تدبیر		پہلوان	کشتی لڑنے والا، قوی آدمی
	سبکدوشی	نجات، خلاصی		حلیم	نرم مزاج، بردبار
	تلخ	کڑوا، ناگوار		موحد	ایک خدا کو ماننے والا
	وابستہ	منسلک، بندھا ہوا، متعلق		بحر عرفان	خداشناسی کا ذخیرہ، خزینہ
16	مادہ	وہ اجزا جن سے کائنات بنی۔ بنیادی جنس		عرفان	خداشناشی، حقیقت سے آگاہی
	ہیولی، ہیولا	ابتدائی نقشہ۔ ہر چیز کا مادہ		جلال	شان و شوکت، وجاہت

(سلسلہ حلّ لغت ٹیم: رفیقہ صداقت، سویرا منیر، منصورہ شرما، بشریٰ لطیف)

لجنہ نیوز

لجنہ صد سالہ جوبلی اور نماز تہجّد

2022ء میں لجنہ اماء اللہ کے قیام کو سو سال مکمل ہو گئے ہیں۔ اس مبارک موقع پر لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے ملک بھر کی مساجد جیسے اسلام آباد، فضل مسجد اور بیت الفتوح میں جمع ہو کر نماز تہجد ادا کی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اس موقع پر لجنہ کی ایک رکن نے کہا کہ: ’ہم یہاں نماز تہجّد ادا کرنے آئے ہیں تا کہ لجنہ اماء اللہ کی 100 سالہ جوبلی منائیں اور یہ متحد ہونے کا ایک طریقہ ہے اور روحانی اور اخلاقی طور پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اپنے تشکر کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ ہمیں ہر اس چیز کا شکر ادا کرنا چاہئے جو اس نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔‘

بیت الفتوح میں نماز ادا کرنے آنے والی ایک اور لجنہ نے بتایا: ’ہم نے تنظیم لجنہ اماء اللہ کے اپنے 100 سال پورے ہونے کا جشن منانے کے لیے ابھی نماز تہجد مکمل کی ہے۔ اور ہم نے بس یہی سوچا کہ نماز تہجد یہ جشن منانے کا بہترین طریقہ ہے کہ ہمارے پاس جو یہ تنظیم ہے اس کے لئے ہم خدا تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔ بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کے قریب آنا ہے، میرے خیال میں یہ ایک ایسا مقصد ہے جو ہم سب کو متحد کرتا ہے اور لجنہ کے ذریعہ ہم یہی مقصد حاصل کر رہی ہیں۔‘

جلسہ سالانہ قادیان 2023ء کے اختتامی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ کے ارکان کو یاد دلایا کہ وہ اپنا اپنا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ انہوں نے گزشتہ 100 سالوں میں کس حد تک اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے۔

اس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سو سال ہو گئے ہیں۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جائزہ لیں کہ اس سو سال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے، اور بیعت کا حق ادا کرنے والا اپنے آپ کو بنایا، اور کوشش کی۔ اور کس حد تک اپنے بچوں اور اپنی نسل کو بیعت کا حق ادا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی سے جوڑنے والا اور ماننے والا بنایا ہے۔ اگر ہم نے اس کے مطابق اپنی نسلوں کی اٹھان کی ہے تو یقیناً لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندیاں ہیں۔ بس یہ جائزے آج لینے کی ضرورت ہے۔ اور جہاں کمیاں رہ گئی ہیں وہاں ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہدِ بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

LAJNA IMA'ILLAH
UNITED KINGDOM

لجنہ نیوز

لجنہ صد سالہ جوبلی اور والی بال

لجنہ اماء اللہ یوکے نے صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں ایک بہت ہی خاص انٹر نیشنل والی بال ٹورنامنٹ کی میزبانی کی۔ یہ کھیل جمعرات 16 فروری سے اتوار 19 فروری 2023 تک بیت الفتوح مسجد کمپلیکس کے احاطے میں جاری رہا۔

برطانیہ کی نیشنل ہیلتھ اینڈ فٹنس سیکریٹری نینا قدسیہ احمد نے کہا کہ ہم امسال ایک بین الاقوامی والی بال ٹورنامنٹ کا انعقاد کر رہے ہیں جو بہت خاص ہے کیونکہ یہ ہماری لجنہ صد سالہ جوبلی کا موقع ہے۔ ہم نے ماضی میں یورپین والی بال ٹورنامنٹ منعقد کیے ہیں لیکن ہم اس سال اپنی لجنہ صد سالہ جوبلی منانے کے لئے کچھ مزید خاص کرنا چاہتے تھے۔

چار روزہ ٹورنامنٹ میں آٹھ ممالک کی ٹیموں نے شرکت کی جن میں برطانیہ، فرانس، نیدرلینڈز، بیلجیئم، جرمنی، امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا کی کھلاڑی شامل تھیں۔

بدھ 15 فروری 2023ء کو افتتاحی عشائیہ میں لجنہ اماء اللہ یوکے کی صدر ڈاکٹر فریحہ خان نے شرکاء کا خیر مقدم کیا۔ اپنے متاثر کن خطاب میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہنمائی میں قائم شدہ لجنہ اماء اللہ کی تاریخ اور اس کی تخلیق کے بارے میں بات کی۔ وہ اس بات پر زور دیتی ہیں کہ ان کھیلوں میں Sisterhood اور اتحاد اجاگر کیا گیا ہے جو لجنہ اماء اللہ کے بنیادی اصول ہیں۔

28 میچ کھیلے گئے، جس میں ہر ٹیم نے ایک بار ہر دوسری ٹیم کے ساتھ کھیلا، اس کے بعد سیمی فائنل اور فائنل میچ کھیلے گئے۔

قدسیہ احمد صاحبہ نے بتایا کہ ہر ملک نے اپنے پرچم کے رنگوں کے مطابق اپنی یونیفارم ڈیزائن کی ہے اور ہمارے لجنہ صد سالہ لوگو کے مطابق بھی۔۔ الحمدللہ یہ منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر کوئی اپنے جھنڈے کے رنگوں تلے کھیل رہا ہے الحمدللہ!

امسال منتظمین نے دنیا بھر میں لجنہ کو گھر پر کھیل follow کرنے کی اجازت دینے کے لئے خاص ٹیکنالوجی متعارف کروائی۔

قدسیہ احمد صاحبہ نے بتایا کہ اس سال ہماری سب سے بڑی نئی خصوصیت یہ ہے کہ چونکہ ہمارے پاس ایسے ممالک ہیں جو دنیا بھر سے آئے ہیں تو ہم چاہتے تھے کہ ان کے تمام اہل خانہ اور دیگر لجنہ بہنیں ہمارے ایونٹ کو ساتھ ساتھ follow کر سکیں۔ سو ہم نے لائیو اسکورنگ

لجنہ نیوز

متعارف کرائی ہے۔ ہم نے جو کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے زوم لنک بنایا ہے، اس زوم لنک پر سب براہ راست اسکورنگ دیکھ سکتے تھے۔ آپ میچز اور ان کے کھیلے جانے کے اوقات کو بھی دیکھ سکتے تھے اور آپ لیڈر بورڈ کو بھی دیکھ سکتے تھے اور الحمدللہ یہ ایک بڑی کامیابی رہی ہے۔ ہمیں ہر طرف سے بہت سے خوشگوار تاثرات ملے ہیں۔ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ لجنہ اور دنیا بھر میں ان کھلاڑیوں کے خاندان ہمارے ساتھ ہمارے ایونٹ کو follow کر رہے ہیں۔

یو ایس اے ٹیم کی رکن فرحانہ کا کہنا تھا کہ ہم تو ایک ٹیم کے طور پر یہاں اسی وقت ملے جب ہم میچ سے ایک دن قبل یہاں برطانیہ پہنچے ،سب کو دیکھ کر بہت اچھا لگا اور ہم یہاں پریکٹس بھی کرتے رہے۔ امریکہ میں طویل فاصلوں کی وجہ سے، ہم پہلے بطور ٹیم اکٹھے ہونے کے قابل نہیں تھے۔ ماشاء اللہ ہم سب اکٹھے ہوئے اور ہم نے ایک ٹیم کے طور پر کام کیا۔

لجنہ کھلاڑیوں کے اس دورے کی خاص بات اسلام آباد کی مبارک مسجد، ٹلفورڈ میں نماز جمعہ میں شرکت تھی۔

ایک لجنہ ممبر نے بتایا: ’آج کے جمعہ کی خاص بات یہ تھی کہ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ ہم نے ان سے ملاقات کی سعادت بھی حاصل کی اور یہ ایک حیرت انگیز احساس تھا۔ ہم ان لمحات کے لئے واقعی بے حد شکر گزار ہیں۔ کھیلوں کے دوران ماحول نہایت پر جوش تھا۔ کھلاڑیوں نے ایک دوسرے کی ہمّت بندھائی اور طاہر ہال اللہ کی حمد و ثنا کے نعروں سے گونجتا رہا۔

ٹورنامنٹ کے اختتام پر ٹیم برطانیہ تیسرے نمبر پر رہی۔ جب کہ فائنل میچ میں کینیڈا اور جرمنی کے درمیان کانٹے کا مقابلہ ہوا جس میں کینیڈا نے فاتح کے طور پر ٹائٹل اپنے نام کیا۔

کینیڈا ٹیم کی کپتان نے کہا کہ الحمدللہ ہم ٹیم کینیڈا ٹرافی اپنے گھر لے کر آئے ہیں۔ میرا نام امبرین خان ہے اور مجھے ٹیم کے کپتان کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع ملا اور اگرچہ ہم نے ٹورنامنٹ جیتا ہے، لیکن اصل جیت ہے دنیا بھر کی احمدی بہنوں سے ملنا، جو مختلف زبانیں بولتی ہیں، مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھتی ہیں لیکن پھر بھی ہم سب خلافت کی مشترکہ محبت اور والی بال کے مشترکہ شوق میں بندھی ہوئی ہیں اور ہم نے اس دوران تاحیات دوستیوں کی تعمیر کی۔ میزبانی کے لئے برطانیہ لجنہ اماء اللہ کا شکریہ کہ تنظیم اور رہائش ناقابل یقین حد تک اچھی تھی اور انشاء اللہ ہم اگلے سال آپ سے پھر ملیں گے۔

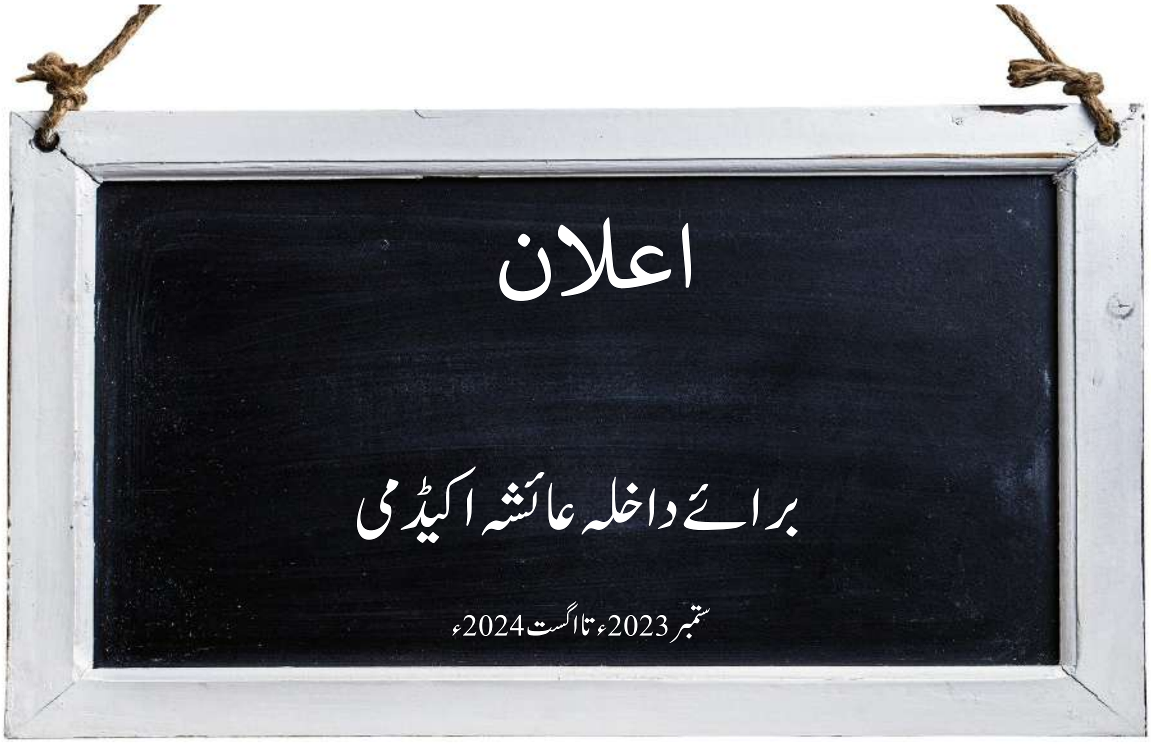

معزز ممبر لجنہ اماء اللہ،

السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ

عائشہ اکیڈمی۔ ادارہ برائے دینیات وجدید لسانیات، میں داخلے کے لئے درخواستیں دی جاسکتی ہیں جہاں درج ذیل مضامین پڑھائے جاتے ہیں:

مضامین

قرآن پاک۔ جس میں ناظرہ، لفظی ترجمہ، حفظ اور تفسیر قرآن شامل ہے

حدیث

کلام

موازنہ مذاہب

فقہ

تاریخ اسلام اور احمدیت

اور درج ذیل زبانیں بھی سکھائی جاتی ہیں:

عربی، اردو، انگریزی

یہ ایک سال کا کورس ہے جو 16-30 سال کی عمر کی تمام لڑکیوں اور خواتین، جنہوں نے جی، سی، ایس، سی، یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہے، کے لیے ہے۔ کلاسیں اکیڈمی میں منعقد ہوں گی لیکن جو جسمانی طور پر حاضر ہونے سے قاصر ہیں، ان کے لیے آن لائن کلاسوں کی سہولت بھی موجود ہے۔ یہ کورس ستمبر 2023 سے اگست 2024 تک ہو گا۔ انشاء اللہ

دیگر معلومات

اگر آپ کے کوئی سوالات ہیں تو، براہ کرم رابطہ کریں:

Baitul Ehsan,
25 Willow Lane Business Park,
Mitcham, CR4 4TS

Email: principal@aishaacademy.uk, Phone: 020 3146 1060

ادعیۃ القرآن

حصولِ خیر کی عاجزانہ دعا

حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حالت اس دعا کے وقت فاقہ سے ایسی ہو چکی تھی کی کھجور کے ٹکڑے کے بھی محتاج تھے۔(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد 5 صفحہ 125) پھر خدا نے نہ صرف ان کے قیام طعام کا بندوبست کیا بلکہ غریب الوطنی میں گھر بار اور شادی کا انتظام بھی کر دیا۔

رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ

اے میرے ربّ! یقیناً میں ہر اچھی چیز کے لئے، جو تُو میری طرف نازل کرے، ایک فقیر ہوں۔

(القصص:25)

(بحوالہ خزینۃ الدعا)

دعا

منظوم کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

منصورہ بیگم سلمہا کی مسلسل بیماری بڑی ہی پریشان کن تھی کہ اس میں عزیز عبداللہ خان کی ناگہانی شدید علالت سے دل سخت اضطراب میں مبتلا ہو گیا تھا اسی سلسلہ میں رات کو دعا کرتے کرتے کچھ دعائیہ اشعار سے موزوں ہو گئے ہیں جو شائع کرنے کے لئے محض اس لئے ارسال ہیں کہ شاید کسی اور کو بھی عالم درد کی نسبتاً پر سکون گھڑیوں میں ان کا پڑھنا اچھا معلوم ہو۔"مبارکہ"

مرے مولا مرے ولی و نصیر
مرے آقا مرے عزیز و قدیر

شافی و کافی و حفیظ و سلام
مالک و ذوالجلال والاکرام

اے مجیب الدعاء سمیع و بصیر
قادر و مقتدر علیم و خبیر

خالق الخلق ربی الاعلیٰ
حی و قیوم، محیی الموتیٰ

دل کی حالت کو جاننے والے
اپنے بندوں کی ماننے والے

واسطہ تجھ کو تیری قدرت کا
واسطہ تجھ کو تیری رحمت کا

اے ودود و رؤف ربِّ رحیم
اے غفور! اے میرے عفو و حلیم

اپنے نام کریم کا صدقہ
اپنے فضل عظیم کا صدقہ

لطف کر بخش دے خطاؤں کو
ٹال دے دور کر بلاؤں کو

تجھ کو تیرا ہی واسطہ پیارے
میرے پیاروں کو دے شفا پیارے
(آمین)

"الفضل"24 فروری1949ء

(در عدن)

نعت

منظوم کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

میرے آقا مرے نبیء کریم
بانیٔ پاک بازدینِ قویم

شان تیری گمان سے بڑھ کر
حسن و احسان میں نظیرِ عدیم

تیری تعریف اور میں ناچیز
گنگ ہوتی ہے یاں زبانِ کلیم

تیرا رتبہ ہے فہم سے بالا
سرنگوں ہو رہی ہے عقلِ سلیم

مدح تیری ہے زندگی تیری
تیری تعریف ہے تری تعلیم

ساری دنیا کے حق میں رحمت ہے
سب پہ جاری ہے تیرا فیضِ عمیم

بند کر کے نہ آنکھ منہ کھولے
کاش سوچے ذرا عدوِ لئیم

حق نے بندوں پہ رحم فرمایا
اک نمونہ بنا کے دکھلایا

اسوۂ پاک خلق ربانی
منتہائے کمال انسانی

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(درعدن)